

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ حَتَّى يُبَيِّنَ لَكَ آيَاتِهِ وَذِكْرَهُمْ

تَحْرِيتِ اہل سنت کا ترجمان (امام احمد رضا) نظام خلافت اشد کا داعی

# حق علیہ السلام

لا ہو

ماہیت

مقدس

نورنگانی

قائد اہل سنت، وکیل صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کرامت  
بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت، پاکستان





# خدا مہسنت کی دعاء

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ابائی تحریک اہل پاکستان

۲۰ فروری ۱۹۶۲ء



۲۰ فروری ۱۹۶۲ء

خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے  
تیرے قرآن کی عظمت پھر سینوں کو گرمائیں  
وہ منوا میں نبی کے چار یاروں کی صداقت کو  
صحا بہ اور اہل بیت سب کی شان سمجھائیں  
حسن کی حسین کی پیروی بھی کر عطا ہم کو  
صحا بہ نے کیا تھا پرچہم سلام کو بالا  
تیری نصرت پھر ہم پرچہم سلام لہیں  
تیرے کھن کے اٹاے سے ہو پاکستان کو حاصل  
ہو آئینی تحفظ ملک میں خستہ نبوت کو  
توسب خدا م کو توفیق دے اپنی عبادت کی  
ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے  
تیری توفیق سے ہم اہل مسک رہیں عاوم  
نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں

خلوص میں محبت اور دیں کی حکمرانی دے  
رسول اللہ کی سنت کا ہر شو نور پھیلائیں  
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کی خلافت کو  
وہ ازواج بھی پاک کی ہر شان منواتیں  
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت سے خدا ہم کو  
انہوں نے کر دیا تھا دم دلیاں کوتاہ و بالا  
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں  
عروج و فتح و شوکت اور دین کا غلبہ کامل  
مٹا دیں ہم تیری نصرت انگریزی نبوت کو  
رسول پاک کی عظمت بخت امامت کی  
تیری راہ میں ہر اک سنی مسلمان قربان ہو جائے  
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت رہیں قائم  
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رحمت

الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ مندرجہ بالا ہے اور انہیں پاکستان میں قادیانیوں اور  
مرزائیوں کے دو نوگردہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔





# تحریک خدام اہل سنت والجماعہ کاترجان نظام خلافت راشدہ کا داعی

جلد ۲ : شماره ۳ : بدل اشتراک : سالانہ ۵۰ روپے ، فی پرچہ : ۵ روپے

\*\*\*\*\*

سالانہ بدل اشتراک برائے یون ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک حبشی

○ ریاستہائے متحدہ امریکہ ۲۳۰/- روپے

○ ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا

نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی

افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما،

انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ

○ سعودی عرب، عرب امارات

مستط، بحرین، عراق، ایران

مصر، کویت

۱۵۰/- روپے

زیر سرپرستی

پیر طریقت، وکیل صاحبہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

بانی و امیہ تحریک خدام اہل سنت پاکستان

فون: ۲۸۵۸ چکوال

مدیر مسئول

حکیم حافظ محمد طیب

فون: ۴۱۶۱۰۷ لاہور

ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

اکتوبر ۱۹۸۹ء

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ "حق چار یار" مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

ایڈیٹر و پبلشر حکیم حافظ محمد طیب نے مطبع افضل شریف پرنٹرز نزد بازار لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حق چار یار ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا، فون: ۴۱۶۱۰۷

## اس شمارے میں

- |    |  |   |
|----|--|---|
| ۵  | حضرت مولانا قاضی منظر حسین               | ولادت و بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (اداریہ)                       |
| ۱۴ | حافظ لدھیانوی                            | حمد باری تعالیٰ   |
| ۱۸ | حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ          | ولادت باسعادت رحمۃ للعالمین<br>(صلی علیہ وسلم)                      |
| ۲۹ | حضرت مولانا مفتی امجد علی بخش کاندھلویؒ  | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف                            |
| ۳۱ | حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ             | بعض خصائص محمدی صلی اللہ علیہ وسلم                                  |
| ۳۳ | سرور میوانی                              | سرکارِ مدینہ صلی علیہ وسلم  |
| ۳۴ | حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ | النبی الاتی صلی علیہ وسلم   |
| ۳۹ | حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندویؒ       | تبلیغ نبویؐ اور اس کی کامیابی کے اصول<br>اور اس کی کامیابی کے اسباب |
| ۴۳ | حبیب اسلامپوری                           | نذرانہ عقیدت  |
| ۴۴ | انجمن نیازی                              | نعتِ مصطفیٰ صلی علیہ وسلم   |
| ۴۵ | حضرت مولانا زکریا سہارنپوریؒ             | محبتِ نبویؐ اور فضائلِ صحابہ کرامؓ                                  |
| ۵۱ | بے چین رجپوری بدایونی                    | نعتِ سرورِ کونین  |
| ۵۲ | حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ              | رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت<br>کا ناستِ عالم کی شہادت   |
| ۶۰ |  | ما بنا حق چار بارہ "پڑھنے والے لکھتے ہیں                            |
| ۶۶ | پروفیسر بشیر احمد بشیر                   | حق چار بارہ   |
| ۶۷ | حضرت مولانا قاضی منظر حسین               | خدا مِ ابنت میدانِ عمل میں  |





# ولادت و لغت نبوی

ربیع الاول کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کو خالق کائنات نے رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اس پہلو سے ربیع الاول کو ایک عظیم خصوصیت حاصل ہے۔ اس بات پر توافق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن دوشنبہ (سوموار) ہے اور یہی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت نزول وحی اور وفات کا بھی ہے لیکن تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوریؒ کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۰ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ ہجری کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق و قبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے۔ والد بزرگوار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے انتقال ہو گیا تھا الخ (رحمت للعالمین جلد اول) کتاب کے حاشیہ میں قاضی سلیمان صاحب لکھتے ہیں:

تاریخ ولادت میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے۔ طبری و ابن خلدون نے ۱۲ تاریخ اور ابو الفداء نے ۱۰ لکھی ہے مگر سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن ۹ ربیع الاول کے سوا کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں کھاتا۔ اس لیے ۹ ربیع الاول ہی صحیح ہے۔ تاریخ دول العرب و الاسلام میں محمد طلعت عرب نے بھی ۹ تاریخ ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) مشہور مورخ علامہ شبلی نعمانیؒ (متوفی ۱۳۳۲ھ) لکھتے ہیں:



”تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہئیت داں عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے دلائل ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ آپ کی ولادت ۹ ربیع الاول روزِ شنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۵۷ء میں ہوئی تھی۔ (سیرت النبی حصہ اول)

اور تاریخ ولادت کی طرح تاریخ وفات نبوی میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں:

”وفاتِ پُر آیات - چاشتِ دو شنبہ - ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ اور تدفین پیکرِ اطہر شبِ چہار شنبہ ۱۴ ربیع الاول - ۳۲ گھنٹے بعد از وفات“ (رحمۃ للعالمین جلد دوم جدول واقعاتِ عظیمہ متعلق سیرت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ص ۳۶۷)

اور علامہ شبلی نعمانی تاریخوں اور دنوں کی مفصل چھان بین کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وفاتِ نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے۔ اس حساب میں فقط رویتِ ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر اسلامی قمری مہینوں کی بنیاد ہے۔ اصولِ فلکی سے

مکن ہے اس پر خدشات وارد ہو سکتے ہوں۔“ (سیرت النبی جلد دوم ص ۳۱۳ مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۶۹ھ)

اہلِ تشیع کے نزدیک تاریخ ولادت و وفات | اہل تشیع کے نزدیک ولادت نبوی کی تاریخ

۱۲ ربیع الاول ہے اور علامہ یعقوب کلینی متوفی

۳۲۹ھ نے اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد النبی میں تاریخ ولادت نبوی ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے لیکن شیعہ علماء کے نزدیک انہوں نے بطور تفسیر ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے ورنہ صحیح ۱۲ ربیع الاول ہے۔

چنانچہ مترجم اصول کافی شیعہ ادیب اعظم مولوی طفر احسن امروہی اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

”علامہ کلینی کے اس بیان سے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ شیعہ علماء کا

اس پر اجماع ہے کہ حضور ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے لہذا علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ بلا سند لکھی گئی ہے یا بصورتِ تفسیر لکھا ہے۔ تاریخ وفات

(۱۲ ربیع الاول) کی روایت بھی ضعیف ہے اور نابرتقیہ لکھی گئی ہے شیعہ علماء کا اتفاق اس

پر ہے کہ تاریخ وفات ۲۸ صفر ہے۔“ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۵۲۷ - ناشر شمیم بک پو

ناظم آباد ۲ کراچی ۱۸)



(۲) علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:

”علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سترھویں ربیع الاول کو ہوئی اور دوسرے لوگ ۱۲ ربیع الاول جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاول کے قائل ہیں اور ان میں سے شافعیوں اور ماہ رمضان میں سمجھتے ہیں اور محمد بن یعقوب کلینی نے کہا ہے کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاول کی ۱۲ راتیں گزری تھیں۔ جمعہ کا دن اور زوال آفتاب کا وقت تھا۔ گویا کلینی نے حضرت کے تعین میں تقیہ کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے۔“ (حیات القلوب مترجم جلد دوم ص ۱۱۲)

اور علامہ باقر مجلسی نے اپنی کتاب ”جلال العیون“ میں بھی یہی لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو جلاء العیون مترجم حصہ اول ص ۲۷۔ شیعہ جنرل بک انجینی اندرون موچی دروازہ ۱۰۰)

(۳) اور شیعہ عالم مولوی نجم الحسن کراوی، سابق ناظم اعلیٰ شیعہ مجلس علمائے پاکستان (خطیب پشاور) نے لکھا ہے کہ:

”آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعض مسلمان ۲ بعض ۶ بعض ۹ اور بعض ۱۲ ربیع الاول بتاتے ہیں لیکن جمہور علمائے اہل تشیع اور بعض علمائے اہل سنت، ۱۲ ربیع الاول ۱۱۸۰ عام الفیل مطابق ۵۷۰ھ کو ترجیح دیتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں الخ

۱۲ ربیع الاول کے متعلق کسی اہل سنت کا قول نہیں معلوم نہیں۔ علامہ مجلسی نے بھی جو تبصرہ

اختلافی تاریخیں لکھی ہیں۔ ان میں بھی کسی اہل سنت کی طرف، ۱۲ ربیع الاول کا قول منسوب نہیں کیا۔ خدا جانے کراوی صاحب نے یہ قول کہاں سے اخذ کیا ہے۔

(۲) مورخین کے اقوال سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ ولادت و وفات نبوی کی تاریخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس قسم کے اختلاف کی گنجائش ہے کیونکہ دور رسالت میں کسی تاریخ کو ضبط نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن شیعہ علماء جو اصول کافی کی مندرجہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کو علامہ محمد یعقوب کلینی کا تقیہ قرار دیتے ہیں۔ یہ انتہائی تعجب خیز ہے۔ کیا ان کو اس بات کا خوف تھا کہ اگر انہوں نے، ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ ولادت لکھی تو ان کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ حالانکہ انہوں نے اصول کافی میں اہل بیت سے تحریف قرآن



کی روایتیں بھی درج کی ہیں اور ائمہ کے ایسے فضائل درج کیے ہیں جو صحیح نہیں۔ تو اگر مسئلہ تحریف قرآن اور مسئلہ امامت میں انہوں نے تقیہ نہیں فرمایا تو ولادت نبوی کی تاریخ صحیح کے اہل میں تقیہ کی کیا مجبوری پیش آگئی تھی۔ علاوہ ازیں اسی اصول کافی میں یہ روایت بھی ہے کہ:

”اور حضرت خدیجہؓ سے آپؐ نے جب شادی کی تو آپ کی عمر بیس سال چند ماہ تھی۔ (مشہور روایت پچیس سال ہے) اور بعثت سے قبل بطن جناب خدیجہ سے قاسم و رقیہ و زینب و ام کلثوم پیدا ہوئے۔ (یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں حضرت کی پروردہ تھیں، بالذکر خدیجہ کے بطن سے تھیں۔ یہ روایت تھی لکھی گئی) اور بعد بعثت بطن خدیجہ سے طیب و طاہر اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں اور طیب و طاہر قبل بعثت پیدا ہوئے تھے الخ“ (ایضاً شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۵۴۲)

یہاں بھی علامہ یعقوب کلینی نے حضرت خدیجہؓ کے بطن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے لیکن مترجم مولوی ظفر احسن امر دہی یہاں بھی تو سین میں لکھتے ہیں کہ یہ قول بھی تقیہ پر مبنی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ علماء کے نزدیک معمولی معمولی باتوں میں بھی تقیہ پر عمل کیا جاتا ہے نہ صرف جان کے خطرہ کے تحت۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کے نزدیک کسی حقیقت کے خلاف بات کہنے یا لکھنے کا نام تقیہ ہے۔ اگر یہی تقیہ ہے تو پھر شیعہ مذہب کی ہزار ہا روایات جو امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ وغیرہ ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب ہیں ان پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے۔ اس تقیہ کی اہمیت ان کے نزدیک اتنی ہے کہ مترجم اصول کافی مولوی ظفر احسن مذکور کہتے ہیں کہ:

”ہمارا عقیدہ ہے کہ تقیہ ضروریات دین سے ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے۔ اس کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے — تقیہ کے معنی یہ ہیں کہ جب کلمہ حق کے خلاف کہے بغیر جان نہ بچتی ہو تو کہ دے — تقیہ ہی وہ سپر ہے جس نے شیعوں کا وجود باقی رکھا ورنہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں یہ کب کے تباہ و برباد اور نیست و نابود ہو گئے ہوتے الخ۔ (عقائد الشیعہ ص ۱۱۱)

لیکن اصول کافی میں، ربيع الاول تاریخ ولادت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی حضرت فاطمہؓ الزہرا رضی اللہ عنہا لکھنے میں جناب یعقوب کلینی کو جان کا کیونکر خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور یعقوب کلینی کی شخصیت اور ان



کی کتاب کافی کے متعلق شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں:

”کتب سیر و تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ طوائف اسلام کی نگاہ میں قابلِ وثوق و اعتماد اور لائقِ ہزار احترام و اکرام شخصیت کے مالک تھے اور ان کا قول و فعل سند سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے وہ ثقۃ الاسلام کے جلیلِ لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔“ (مقدمہ شافی ترجمہ اصول کافی ص ۳۸) اور یہی مجتہد کتاب کافی کے متعلق لکھتے ہیں۔

اصول کافی کتب اربعہ (کافی - من لا یحضرہ الفقیہ - تہذیب الاحکام اور استیسلام میں سے پہلی اور سب سے افضل کتاب ہے۔ جس روز سے یہ لکھی گئی ہے اس روز سے آج تک برابر مرجع فقہاء و محدثین اور بلاذ علمائے عالمیں اور روشنی چشم شیعہ بنی رہی ہے اور چند خصوصیات کی بنا پر دیگر کتب حدیث سے ممتاز مقام رکھتی ہے جن میں بعض خصوصیات یہ ہیں:

(۱) یہ کتاب حضرت صاحب الامر امام العصر والزمان عجل اللہ فرجہ (یعنی امام مہدی) کی غیبت صغریٰ اور ثواب اربعہ کی موجودگی میں لکھی گئی ہے لہذا اگرچہ عند تحقیق اس کتاب کا امام العصر کی بارگاہ میں پیش ہونا اور آنجناب کا یہ فرمانا کہ الکافی کافی لشیعتنا پائے ثبوت کو نہیں پہنچ سکا مگر اس کا آنجناب کے مخصوص وکلاء کی موجودگی میں لکھا جانا اور اس حقیقت کا مسلم ہونا کہ یہ کتاب تمام ملت جعفریہ کی دینی فلاح و بہبود اور ان کی رشد و ہدایت کے لیے لکھی جا رہی ہے جو زمانہ غیبت میں ان کی توجہ کا مرکز بنے گی مگر باوجود اس کی رد میں نہ ناجیہ مقدمہ سے کسی ترویج مبارک کا صادر ہونا اور نہ وکلاء امام کا روکنا ٹوکنا۔ اس سے کم از کم ان کی رضا سکوتی تو ضرور ہو جاتی ہے اور یہی امر اس کتاب کی وثاقت و جلال کی قطعی دلیل ہے الخ (ایضاً مقدمہ شافی ص ۳۸) مولوی محمد حسین ڈھکو مجتہد نے اتنا تو مان لیا کہ کتاب اصول کافی کے متعلق امام مہدی کا کچھ نہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اس کتاب سے ماضی اور ماضی تھے۔ ورنہ سفیروں کے ذریعہ آپ اس کی تردید فرما دیتے۔ یہ چار سفیروں میں جن کے ذریعہ امام مہدی اپنی غار سے شیعوں کو اپنے احکام پہنچاتے رہتے تھے لیکن ہمارے پاس مطبع زرکشور لکھنؤ کا مطبوعہ نسخہ اصول کافی کا جو موجود ہے اور جو ۱۳۰۲ھ میں چھپا ہے اس کے ٹائٹل پر امام مہدی کا یہ ارشاد لکھا ہوا ہے کہ: ہذا کافی لشیعتنا (یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے)۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب امام مہدی کے پیش خدمت کی گئی تھی اور یہ کتاب ان کی مصدقہ ہے۔ اور اگر کافی کی روایات کو تفسیر پر محمول کیا جائے تو پھر اس کتاب پر کوئی



اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اصول کافی کے متعلق مزید بحث سہری کتاب "بشارت الدارین" میں ملاحظہ فرمائیں۔  
 حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ کے متعلق قاضی محمد سلیمان صاحب

نسب نامہ مبارک منصور پوری لکھتے ہیں:

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن ہمارے نبی ہیں۔ دادا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد اور ماں نے خواب میں ایک فرشتے سے بشارت پا کر احمد رکھا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم (خلیل الرحمن و ابو الانبیاء) کی اولاد سے ہیں جو باجرہ بی بی کے بطن سے ہوئی۔ باجرہ بادشاہ مصر "رقیوں" کی بیٹی تھی۔ خدا کے ہاں ان کا ایسا درجہ تھا کہ خدا کے فرشتے ان کے سامنے آیا کرتے اور خدا کے پیغام پہنچایا کرتے تھے الخ (بحوالہ کتاب پیدائش)

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

جمال د کمال نبوی اور مقام محبوبیت نے فرمایا لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ

إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ (باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم)۔ ۱۳۵۸ھ کے دورہ حدیث کے دوران درس بخاری میں مندرجہ حدیث کے تحت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نے یہ تقریر فرمائی تھی جو میں نے اس وقت قلمبند کر لی تھی:

"اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ والد و ولد کے علاوہ دوسروں سے کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہونی چاہیے۔ لیکن حضرت انسؓ کی روایت میں والناس اجمعین بھرفرمایا گیا ہے اور والد و ولد کی تخصیص اس لیے کی گئی تھی کہ ان دونوں سے محبت طبعی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو سنا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھ کو سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں إِلَّا نَفْسِي۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک اپنے نفس (یعنی ذات) سے کبھی مجھ سے محبت زیادہ نہ ہوگی ایمان کامل نہ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت فاروقؓ نے عرض کیا کہ اپنے نفس سے بھی آپ زیادہ محبوب ہیں۔

یہاں پر اشکال یہ پڑتا ہے کہ تکلیفات امور اختیار یہ میں ہوتی ہیں اور محبت اختیاری نہیں ہے۔ لہذا اس پر تکلیف کیسی۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہاں محبت سے محبت طبعی نہیں ہے جو عبارت ہے۔ مِلْكُ الْقَلْبِ الِ شَيْءٍ۔ (دل کا کسی چیز کی طرف میلان ہونا) بلکہ یہاں محبت



عقلیہ مراد ہے جس میں آدمی اپنا نفع نقصان سوچ لے۔ تو مراد یہ ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سب سے زیادہ کی جائے اور اطاعت رسول کو سب کی اطاعت پر مقدم سمجھے کیونکہ عقل سب سے زیادہ نافع چیز کو مقدم سمجھتی ہے اور مرضی کو دوا سے محبت طبعی نہیں ہوتی بلکہ عقلی ہوتی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں جتنا نفع ہے اتنا کسی کی اطاعت میں نفع نہیں ہے۔ تو محبت کنایہ ہے اطاعت و فرمانبرداری سے۔ جیسا کہ فرمایا لا یومن احدکم حتی یكون هواد تبعاً لہما جئت بہ (یعنی اس وقت تم میں سے کوئی آدمی کامل الایمان نہیں ہو تا جب تک کہ وہ انہی خواہش کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کرے) اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ مومن مثل الف جبل کے ہے جس کی ناک میں نکیل ہوتی ہے۔ مومن کو بھی بلا چون و چرا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرنی چاہیئے۔

(۲) اور ہو سکتا ہے کہ یہاں محبت ایاتی مراد لی جائے یعنی ایمان کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت پیدا ہوتی ہے وہ سب کے اوپر غالب آ جائے۔ اسی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال ہوگی

(۳) مراد یہاں پر محبت طبعی ہے۔ اس پر یہ اشکال پڑتا ہے کہ طبعی محبت موقوف ہوتی ہے اطلاع پر۔ اگر ہم کسی شخص کو جانتے ہیں کہ ہمارا بھائی وغیرہ ہے تو طبیعت کا خود بخود میلان پیدا ہوتا ہے۔ شیر کو شیر جانو تو خوف پیدا ہوتا ہے اور اگر اس کو گدھا جانو تو خوف نہیں ہوگا۔

محبت طبعی کے اسباب عالم میں چار پائے جاتے ہیں۔ (۱) جمال (۲) کمال (۳) احسان (۴) قرب۔ جمال کی بنا پر محبت ہونا تو ظاہر اور کھلی ہوئی چیز ہے حتیٰ کہ حیوانات میں یہ چیز پائی جاتی ہے پر دانے کو شمع پر اور بیل کو گل پر جمال ہی کی بنا پر محبت ہے اور جمال دونوں قسم کا ہے۔ جمال جسمانی اور جمال روحانی اور کمال بھی سبب محبت ہے

و کسب کمال کن کہ عنریز جہاں شوی

اسی طرح احسان سبب محبت بنتا ہے۔ کہا جاتا ہے الا فسان عبد الاحسان (یعنی انسان احسان کی وجہ سے تابع ہو جاتا ہے) اور قرب جسمانی بھی سبب محبت ہے خواہ دونوں ایک دوسرے کے ٹکڑے ہوں یا دونوں کسی تیسرے کے ٹکڑے ہوں۔ قرب بھی دونوں قسم کا ہے جسمانی اور روحانی۔



باپ بیٹے اور بھائیوں کی محبت قرب جسمانی کی بنا پر ہے اور مرید و مرشد کا تعلق قرب روحانی کی بنا پر ہوتا ہے۔ بہر حال یہ چاروں اسباب محبت ہیں۔ اگر کسی میں یہ چاروں اسباب پائے جائیں تو اس سے تو کامل درجے کی محبت ہوگی۔ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ان چاروں کے اندر بعد خدا تعالیٰ کے سب سے بڑھا ہوا ہے۔ آپ کا جمال جسمانی کامل و اکمل درجے کا تھا۔ روایت آتی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چاند سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زیادہ روشن اور خوب صورت تھا۔ نیز ایک صحابی فرماتے ہیں کَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ (گویا کہ سورج آپ کے چہرہ پر روشن ہے)۔ ایک صحابی سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کیسا تھا اِذَا كَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالُوا لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ (کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مثل تلوار کے تھا تو انہوں نے فرمایا نہیں مثل چاند کے تھا)۔ قاضی عیاض نے شفاء میں ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ جب محمد کو اندھیری رات میں سوئی میں تاگا ڈالنے کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ کے چہرہ انور کے پاس جا کر سوئی میں تاگا ڈال لیتی تھی (یعنی یہ جلدہ کبھی کبھی ہوتا تھا) باقی جمال روحانی بھی آپ میں اکمل درجے کا تھا اور کمال بھی سب سے زیادہ تھا اور احسان دینی یا دینی ہم پر بہت زیادہ ہے۔ دینی احسان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ عرب جمالت و فقر وغیرہ دیگر کمزوریوں میں پڑے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تاج و تخت کا مالک بنادیا اور آخرت کا احسان نجات من غضب اللہ اور من اللہ ہے۔ اگرچہ اس کا مشاہدہ ہم نے نہیں کیا لیکن اس پر قرآن پائے جاتے ہیں اور قرب جسمانی کو دور ہے لیکن قرب روحانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ ہے اَلشَّيْءُ اَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ اولیٰ سے مراد اقرب باعتبار روحانیت کے ہیں نیز فرمایا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا لِّاحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔ اس میں بتلایا گیا کہ رسول اللہ ہونے کی وجہ سے تمام امت کے لیے آپ کی اہمیت روحانی ہے اور خاتم النبیین سے آپ کی اہمیت روحانی ہے تمام انبیاء کے اعتبار سے۔ نیز فرمایا اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ مِّمَّا يُوْحٰى اِلَىَّ (میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے) یہاں قاسم کا مفعول بغرض تعیم نہیں ذکر کیا گیا۔ لہذا قاسم سے مراد قاسم کل کمال ہوگا۔ صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ استفادہ کرتی ہے وجود دیگر کمالات کا ذات



باری تعالیٰ سے اور باقی تمام مخلوق استفادہ کرتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حتیٰ الوجود اور واسطہ درمیان خالق اور دوسری مخلوق کے حقیقت محمدیہ ہے اور یہی ان کے نزدیک عقل اول ہے۔ تو ان چاروں اسباب کا بطریق اکمل اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں تحقق ہے تو محبت طبعی بھی بہت زیادہ ہوگی لیکن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چاروں اسباب کامل ہماری آنکھوں سے اچھل میں ہم میں محبت پیدا نہیں ہوتی لیکن جب ان امور کا ہم پر انکشاف ہو جاتا ہے اور حجاب زائل ہوتا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت بلکہ عشق تک ذبت پہنچ جاتی ہے۔ خود صحابہ کرامؓ کا عشق اور ان کی فدائیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس چیز پر عظیم الشان دلیل ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ قوم کوئی متمدن قوم نہ تھی لیکن اس تئیس سال کے قلیل زمانہ نبوت میں صحابہ کرامؓ کے قلوب میں عشق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامل دھبے کا پیدا ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دھال کے بعد بھی جب تک جان میں جان باقی رہی تو آپ پر پروانہ دار نشا رہے۔ حضرت حسن بصریؒ سے صحابہ کرامؓ کی حالت و تعلق بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم صحابہ کرامؓ کی حالت کو دیکھتے تو تم ان کو دیوانہ سمجھتے اور اگر صحابہ تمہاری حالت کو دیکھتے تو وہ تم کو زندیق اور ملحد سمجھتے۔ اور صحابہ کرامؓ کو اس قدر شغف اور محبت اس بنا پر تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت کے اسباب اکمل طور پر موجود تھے۔ جو محبت مجنوں کو لیلیٰ سے اور شیریں کو فریاد اور پروانہ کو شمع سے ہوتا ہے اس سے زیادہ تو محبت حضرات صحابہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی جس پر صحابہؓ کی زندگیاں شاہد ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی سے محبت ہو تو محبوب کے طریقے کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی لیے صحابہ کرامؓ کامل طور پر تتبع سنت تھے۔ جو لوگ آج کل شکل وغیرہ تو کرزن کی بناتے ہیں، بکس اغیار کا پہنتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (درس بخاری ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ) (جاری ہے)

[ ان شاء اللہ تعالیٰ ربیع الثانی کے شمارہ کی قسط نمبر ۲ میں بعنوان "معجزات نبوی اور

عصر حاضر" بعض ان معجزات کا بیان ہوگا جو پاکستان میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ]

ولادت نبوی کے سلسلے میں پہلے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تاریخ ولادت میں موزن

دعوت فکر | کا اختلاف ہے اور پھر اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین بھی اس میں اختلاف



پایا جاتا ہے اور گوعام طور پر ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت مشہور ہو چکی ہے لیکن یقین سے کسی تاریخ کا یہ نہیں کیا جاسکتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دور رسالت اور دور صحابہ کرام اور دور خلافت راشدہ میں سال بہ سال ولادت نبوی کو بطور عید کے منانے کا رواج نہ تھا۔ اگر اُس زمانے میں ولادت نبوی منانے کے لیے کوئی دن مخصوص ہوتا تو پھر مورخین تاریخ ولادت کے بارے میں مختلف اقوال کیونکر پیش کر سکتے تھے۔ دراصل شریعت کے اپنے اصول اور ضوابط ہوتے ہیں۔ شریعت میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی ولادت و وفات کو بطور عید یا یادگار منانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۲) رسول کریم رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات سے افضل ہیں۔ قیامت تک شب و روز اہل ایمان پر آپ کے حقوق لازم قرار دیے گئے ہیں۔ کلمہ اسلام میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا اقرار پایا جاتا ہے۔ پانچوں وقت اذان میں اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکارا جاتا ہے۔ نمازیں تَشْہِد میں آپ پر درود پڑھا جاتا ہے۔ تلاوت قرآن میں بار بار آپ کا تذکرہ آتا ہے۔ وعظ اور تبلیغ میں آپ کی سنت و شریعت اور آپ کے محاسن و کمالات کا بیان ہوتا ہے۔ بہر حال مومن کی زندگی میں کوئی ساعت ایسی نہیں ہے جو عظمت رسالت سے وابستہ نہ ہو۔ اس لیے محض سال کے بعد آپ کی یادگار منانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی لیکن غیر اقوام کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی بعض رسوم کے تحت ولادت نبوی کا دن منانے کا رواج پڑ گیا ہے۔

(۲) ۱۲ ربیع الاول کے جلوس میلاد کو اب ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔ تارکِ صوم و صلوٰۃ کو تو عموماً ملامت نہیں کی جاتی لیکن جو مسلمان جلوس میلاد میں شریک نہ ہو اس کو ہدفِ ملامت بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت۔

(۳) جلوس تو ہمیشہ اس قائد اور لیڈر کا ہوتا ہے جس کی قیادت میں کوئی جلوس نکلتا ہے اور میلادِ انبی کا جلوس بھی دراصل انہی علماء اور قائدین کا ہوتا ہے جو اس کی قیادت کرتے ہیں اور پھر جلوس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں اور ایسے افعال کا مظاہرہ کرتے ہیں جو سنتِ مصطفویٰ اور شریعتِ محمدی کے خلاف ہوتے ہیں۔ حالانکہ جس جلوس کی نسبت حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو اس میں تو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی فعل خلاف سنت و شریعت سرزد نہ ہو اور جلوسوں میں اس قسم کی احتیاط برقرار رکھنا بہت مشکل ہے۔



(۴) اہل تشیع نے حب حسینؑ کے نام پر ماتی جلوسوں کی ابتدا کی لیکن اب وہ ایک کھیل تماشا اور ماتی فنکاری کے دمپٹ مظاہرے بن گئے ہیں۔ اس لیے ہماری دیانت دلائل رائے یہ ہے کہ ان جلوسوں کے بجائے وعظ و تبلیغ کے اجتماعات قائم کیے جائیں (کیونکہ تبلیغ و اصلاح ترمو رہے جس کا تعلق ساری زندگی سے ہے) اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ کے کمالات و معجزات، آپ کے فیوض و برکات کا بیان ہو تاکہ سنی مسلمان وہ صراطِ مستقیم اور دینی راہِ حق اختیار کر سکیں جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اختیار کیا تھا اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزانہ ارشاد ما انا علیہ واصحابی کا بھی یہی عظیم مقصد ہے۔ وبالله التوفیق و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

## سعودی حکومت مبارک باد

### ۱۶ غداً اذانِ ملت کے سرتقم کردیے گئے

گزشتہ سال ۱۴۱۸ھ کے ایام حج میں مکہ معظمہ میں دو تین دھماکے ہوئے تھے جن کی وجہ سے حجاج کرام بھی پریشان تھے اور ملت مسلمہ کے لیے دشمنانِ اسلام کی طرف سے یہ ایک عظیم چیلنج تھا کہ حج کے مبارک ایام میں بھی مکہ مکرمہ تخریب کاروں کی شیطانی کارروائی سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ مسلمان ہر جگہ منتظر تھے کہ سعودی حکومت تخریب کاروں کا سراغ لگانے اور ان کو شرعی سزا دینے میں کامیاب ہوتی ہے یا نہیں لیکن الحمد للہ قریباً اڑھائی ماہ بعد اخبارات کے ذریعہ یہ انکشاف ہوا تھا کہ اصل مجرم کپڑے گئے تھے اور سعودی حکومت نے مجرمین کے سرتقم کر دیے تھے۔ چنانچہ پاکستان کے روزناموں میں یہ اہم خبر شائع ہو چکی ہے۔ چنانچہ جنگ نے بعنوان: "حج کے موقع پر بم دھماکوں میں ہلاک ۱۶۔ افراد کے سرتقم کر دیے گئے" یہ خبر شائع کی ہے کہ

”سعودی عرب نے مکہ معظمہ میں حج کے موقع پر بم نصب کرنے کے الزام میں کویت کے ۱۶ باشندوں کو سزائے موت اور چار کو قید اور کوٹروں کی سزا دی ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق سعودی عرب کی سرکاری پریس ایجنسی نے وزارتِ داخلہ کے ایک بیان کے حوالے سے کہا ہے کہ جن لوگوں کو سزائے موت دی گئی ہے ان میں دس ایرانی نسل کے



تھے۔ تاہم یہ تمام ۱۶ کویتی باشندے بچے اور شیعہ مسلمان تھے۔ جمہرات کے ردزکہ میں ان کے سر قلم کر دیے گئے۔ ریڈیو کے مطابق اس سال جولائی میں حج کے موقع پر مکہ معظمہ میں بم دھماکوں نتیجے میں ایک پاکستانی حاجی ہلاک اور مختلف ممالک کے ۱۶ حاج زخمی ہوئے تھے۔ سعودی عرب کا کہنا ہے کہ ان ۱۶ مبینہ مجرموں نے اسلامی عدالت میں مقدمہ کی سماعت کے دوران اقرار جرم کیا تھا۔ ۴ دوسرے ملزموں کو جو قصور وار پائے گئے ہیں پندرہ سے بیس سال تک قید اور ایک ہزار سے پندرہ سو تک کوڑوں کی سزا دی گئی ہے جبکہ ۹ ملزمان کو رہا کر دیا گیا ہے۔ (جنگ راولپنڈی ۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء)

یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت ہے اور سعودی حکومت اس جرأت مندانہ فیصلہ پر ہزار ہا مبارکباد کی مستحق ہے۔ حق تعالیٰ آئندہ بھی حرمین شریفین کو محفوظ رکھیں۔ آمین۔

زلے وقت نے بعنوان : ۱۶ کویتی شیعہ رہنماؤں کے سوگ  
ایران میں ان ۱۶ مجرمین کا سوگ | میں تعزیتی تقریب تہران میں کل منعقد ہوگی۔ "خبر شائع

کی ہے کہ :-

"ایران نے مکہ میں دھماکوں کے الزام میں سر قلم کیے گئے ۱۶ کویتی شیعہ رہنماؤں کے سوگ میں تعزیتی تقریب جمہرات کو تہران کے بہشت زہرا قبرستان میں امام خمینی کے مزار پر منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے سپیکر مہدی کرubi نے ایرانیوں سے اس تقریب میں شرکت کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ یہ کویتی مجرم نہیں شہید ہیں جن کا سعودی عرب نے ناحق خون کیا ہے۔ ایران کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کے مطابق سعودی عرب کے سفارت خانہ اور امیر کویت کے محل کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا اور نعشیں انہیں واپس کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔"

(زلے وقت راولپنڈی ۲۴ ستمبر ۱۹۸۹ء)

فاعتبروا یا اولی الابصار



## حَمْدِ باری تعالیٰ

بند غنچوں کو حبیب بھول بناتا تو ہے      نیت نئے نقش زمانے کو دکھاتا تو ہے  
 تو ہی کرتا ہے مہر سے عالم روشن      سطح افلاک ستاروں سے سجاتا تو ہے  
 تو خرابے کو اگر چاہے کرے رشکِ م      دل کی اجڑی ہوئی بستی کو بساتا تو ہے  
 بزمِ عالم ہے شہادت تری کیا فی کی      حسن بن کر مرے سیکر میں سماتا تو ہے  
 ہر گھڑی شان نئی تیری نظر آتی ہے      عقل و دانش کے چراغوں کو جلاتا تو ہے  
 تو ہی سجدوں سے سجاتا ہے جنہیں ان کی      اپنے دربار میں بندوں کو بلاتا تو ہے

اِس پر رہتی ہے سدا تیرے کرم کی بارش  
 اپنے حافظ کو نئی حمد سکھاتا تو ہے



# ولادت با سعادت

رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اگرچہ یہ مسلم بدیہی اور واقعی حقیقت ہے کہ زمانے کا کوئی ٹکڑا — چھوٹا ہو یا بڑا — گزر جانے کے بعد لوٹ نہیں سکتا اور اس کے استعمال کے لیے کسی استدلال یا تبنیہ کی ضرورت بھی نہیں ہے مگر زمانے کی دوران حرکت ہمیشہ ایسے مماثل ٹکڑے پیش کرتی رہتی ہے جن سے یہی خیال بندھ جاتا ہے کہ ہونہ ہو یہ اجزاء موجودہ وہی گزر جانے والے اجزاء ہیں اور پھر ان اجزاء کا اسی عالم مشاہیرہ میں انہی سالہ اجزاء کی کیفیتوں سے منکشف ہونا اور بھی اس خیال کو قوت دیتا ہے۔

ہر چوبیس گھنٹہ میں گزشتہ اجزاء کے مماثل صبح شام، دوپہر، رات دن، سردی گرمی، اندھیرے اُجالے وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات پر ہونا اس گزشتہ اجزاء لوٹ کر آنے کا خیال پیدا کرتا ہے جس طرح ہر ہفتہ میں دنوں کا لوٹ پھیر اور ہر سال میں موسموں کا آنا جانا فصلوں اور موسموں کا چکر لگانا۔

یہی نہیں کہ وہ محض عالم شہادت اور مادی انقلابات اور جسمانی صفات کے کرشمے ہیں بلکہ اسی کے مثل یا اس سے زائد عالم روحانی کے بھی کو اُف اور حالات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اگر اخیرات کا حصہ ہمیشہ مطلع برکات رحمانی ہوتا رہتا ہے تو ہر فجر کا وقت مہیط فرشتگانِ ربانی بٹا رہتا ہے۔ ان قرآن الفجر کان مشہوداً۔ اگر وقت استوار آفتاب منظر جلال و غضب بن کر جہنم کے جھونکنے اور بھڑکانے کا ذریعہ بنا رہتا ہے تو وقت طلوع و غروب وسیلۂ انتشار آشمار شیطانیہ اگر جمعہ کو حیاتِ الہی کی دھواں دھار بارش ہوتی رہتی ہے تو ہر دو شنبہ اور جمعرات کو صحائف اعمال کی پیشی۔ اگر رمضان میں



طرح طرح کی رحمتیں اور نعمتیں جھڑی کی طرح برستی رہتی ہیں تو ہر ذی الحجہ میں انواع و اقسام کی نازشیں باعثِ فلاح و نجات ہوتی رہتی ہیں۔ تو ان میں احکام تشرعیہ بھی انہی مادی اور روحانی انقلابات کے تابع ہو کر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ہر فجر اور ظہر اور عصر کے احکام اسی طرح نوبت بنوبت آتے رہتے ہیں جس طرح ہر جمعہ اور ہر رمضان و ذی الحجہ وغیرہ ہفتہ دار اور سالانہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

احکامی دنیا میں جہاں گزشتہ اجزاء کا مثال نمودار ہوا غلامانِ صمدیت میں وہی بے چینی پیدا ہو گئی جو پہلے اجزاء میں نمودار ہو چکی ہے۔ ماہ شوال نے چہرہ ہلال نمودار کیا کہ عشاقِ بارگاہِ جمال حقیقی میں قلوب و اضطراب کا دور دورہ نمودار ہو گیا۔ عشق کی بے تابی اور محبت کی بے قراری نے راحت و آرام سے بیگانہ بنا دیا۔ الحج اشہر معلومات کی صدا اور ادنیٰ فی الناس بالحج یا تو لرجا لا وعلیٰ کل ضامر کے روحانی اعلان نے کوچہ محبوب حقیقی یعنی بیت عتیق کے گرد گردافشاں و خیزاں چکر لگانے (طواف کرنے) پر آمادہ کر دیا۔ دیوانہ وار دیارِ بیوی بچوں، زیب اور زینت وغیرہ اسبابِ تحمل اور خوبصورتی کو تھکے ہوئے ننگے سُرپیر کھنی زیب بدن کیے ہوئے بلب کی طرح بے قرارانہ نام محبوب لیتے ہوئے چھتے چلاتے جائے وعدہ وصال کی طرف روانہ ہو گئے۔ نہ عقل و ہوش کی پرواہ ہے نہ ناصح مدعی عقل و تہذیب کا خیال نہ عزت دنیاوی کی فکر ہے نہ سردی اور گرمی کا خوف دل میں محبوب حقیقی اور اس کے کوچہ کا خیال ہے تو زبان پر اس کے نام کا درد جاری ہے۔ وحشی جانوروں سے رشتہ مودت ہے اور آبادی وطن سے نفرت و دوری

ظ پھر بہار آئی حین میں زخمِ دل کھلنے لگے

کیس مجنونا نہ طریقے پر دوڑ رہے ہیں تو کیس آستانہ بارگاہِ محبوب کے بو سے لیتے ہوئے زبانِ دل سے یہ اشعار پکار رہے ہیں۔

امری علی الدیاردیاریلیلی	اقبل ذالجدارو ذالجدار
میں لیلے کے شہروں پر گزرتا ہوا	کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اس دیوار کو
وماحب الیاری شغفن قلبی	ولکن حب من نزل الیدیار

میرے دل کو ان شہروں اور دیواروں کی محبت نے بے قرار نہیں بلکہ اس معشوق کی محبت مجھ کو بے قرار کر رہی ہے جو ان شہروں میں ٹھہرا ہوا ہے۔



غرضیکہ ہر طریقہ پر مادی ہو یا روحانی، تکوینی ہو یا تشریعی اور ہر مذہب و ملت ہر قوم و ملک میں گزرنے والے اجزاء زمانے کے متماثل اجزاء جب ظاہر ہوتے ہیں تو اسی قسم کی یاد اور اسی قسم کی خیر و برکت اسی قسم کے احوال و احکام کم و بیش نمودار ہوتے ہیں جن کا انکار تقریباً آفتاب کا نصف النہار کے وقت انکار کرنا ہوگا اور یہی فلسفہ عیدوں اور تہواروں وغیرہ کے سالانہ اور ماہوار ظہور کرنے کا ہے۔

آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر ماہ ربیع الاول میں دریائے رحمت خداوندی کے ایسے جوش و خروش اور ایسے تلاطم اور تموجات کا ظہور ہوا تھا جس کی نظیر نہ زمانہ سابقہ میں پائی جاتی ہے اور نہ آئندہ کو امید ہے۔ نہ صرف انسانی دنیا کی فلاح و نجات کی صورتیں اس وقت ارادہ قدیم نے نکالیں بلکہ تمام عوامل کے لیے بہبودی اور ابدی زندگی کا سامان کر دیا۔ اس ناسوتی دنیا اور عالم شہادت میں اپنا خاص پایا اور مخصوص خلیفہ پیدا کیا جس کا ہر قول و خباثات سے طہارت کا ذریعہ ہے اور ہر عمل ترقی درجات اور کفارہ سیئات کا وسیلہ اور ہر خلق تزکیہ روحانی اور تقرب خداوندی کا کفیل اس کے تابعین پر رضوان الہی کا سایہ بچاؤ ہوتا ہے۔ اس کے مددگاروں اور غلاموں کے لیے دونوں جہاں میں سرخروئی اور کمال برستا ہے۔ اس کے معالجہ اور قوانین پر عمل کرنے والوں کے لیے ہر ہر قدم پر شفا اور سر بلندی ہے۔ اس کے محابین اور معاذین کے لیے ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی ہے۔

در فیض محمد دا ہے آئے جس کا جی چاہے نہ آئے آتشِ دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

اس صبح کے نقش قدم پر چلنے والے لاهوتی چوٹیوں سے ٹر ملاتے ہیں۔ اُس کے طریقے پرفدا ہونے والے کردہیوں کے ہم نشین بلکہ اس کے محمود کھلاتے ہیں۔ اس آفتاب ہدایت نے کتاب اللہ کی شعاعوں سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں کو ملیا سیٹ کر دیا اور اس بادشاہِ روحانیت نے گزشتہ اشراقیت اور جوت کے دفا تز کو افسوں بے معنی بنادیا۔ تمام عالم کے لیے وہ مشعلِ ہدایت لا کر رکھ دی جس کی تمنا مشہور و معروف اسرائیلی مقدس پیغمبر اپنے دل ہی میں لے کر گیا۔ فاران کی چوٹیوں سے وہ روشنی ظاہر کی جس نے تمام برا عقلموں ہی کو نہیں بلکہ عوام جن و ملک وغیرہ کو بھی روشن کر دیا اگر حبلہ یا ایہا النبی انسا

لے اے نبی! ہم نے بھیجا ہے آپ کو شاہد (مبصر) بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر امت کی

طرف دعوت دینے والا اس کے حکم سے سراجِ منیر (روشن چراغ)



ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً للہ باذنہ و سر اجا منیراً اس کا شاہد حال ہے  
 ترجمہ ہوا الذی یُنزل علی عبدہ آیات  
 بینات لیخرجکم من الظلمات الی  
 النور ان اللہ بکم لشفوف رحیم۔  
 دہی ہے جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)  
 پر واضح آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیریوں سے  
 نور کی طرف نکالے۔ بیشک اللہ تم پر بہترین مہربان ہے  
 بہت رحم والا

اس کی رسالت کا کاشف اسرار۔ اگر جملہ مَآرسلناک الارحمة للعالمین اس کی رسالت  
 کی حقیقت غائر کو ظاہر کر رہا ہے تو جملہ انک لعلی خلق عظیم اور فیما رحمة من اللہ لت  
 لنعمر الایام لعلک بافع نفسک علی اثارہم ان لم یومنوا بهذا الحدیث اسفا  
 اس کی روحانی علت مادیہ و صورتیہ اور اس کی رحمت محسوسہ اور شفقت محضہ ہونے کا برہان۔ یہ آفتاب  
 ہدایت اسی مبارک مسینہ میں روحانی دنیا سے منتقل ہو کر جسمانی اور مادی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور روز  
 ہدایت و خیر کے زمانہ صبح صادق (چالیس برس) پورے کر کے افق ام القریٰ میں غار حرا سے طلوع کرتا  
 ہے۔ فاران کی چٹوٹیوں سے طاغوتی تاریکیوں کو محو کرتا ہوا تمام جزیرہ عرب کو اپنی قوت عزم اور نہر جمہکنے  
 والی ہمت سے مصلحان عالم کا مرکز اور معدن بنا دیتا ہے۔ ہر قسم کی روحانی بیماریوں اور جسمانی لرزوں  
 کا عالم انسانی سے اپنے لائے ہوئے کیمیادی نسخہ کے ذریعے سے ازالہ کرتا ہوا متبعین کو حیات  
 ابدی عطا کرتا ہے۔

آج اسی آفتاب ہدایت کی اس دنیائے دلوں میں روشنی اور نور پھیلانے کی یاد تازہ کرنے والا  
 زمانہ سایہ گستر ہو رہا ہے۔ ایک جماعت اس یادگار میں موتیوں کو چھوڑ کر حجاب پر کھینچ جاتی ہے اور  
 اس مجسمہ ہدایت و رحمت کی تشریف فرمائی کی یادگاری میں مجالس زیب و زینت سرود و روشنی

لے نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر مہربانی کرنے کے لیے تمام جہانوں پر

مے بے شک آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں

مے خدا کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نرم ہیں ان کے لیے

مے شاید آپ تر اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے ان کے پیچھے اگر وہ اس قرآن پر ایمان نہ لائیں۔



وغیرہ منعقد کرتی ہوئی ام غیر اسلامیہ کی تقلید کی تارکی اختیار کرتی ہے اور فقط اس ظاہری نمود و اعتراف اور زبانی کارروائیوں کو ادائے حقوق کا ذریعہ سمجھتی ہے

قَوْمٌ نَسِیَآ تَسْلَوْا عَنْہُ بِالْحُلُمِ

یہ سونے والے لوگ ہیں کہ محو خواب ہو کر بے غم ہو گئے ہیں اور محبت سے خالی ہو گئے ہیں۔

ارباب بصیرت اپنی خداداد قابلیت کو کام میں لاتے ہیں اور اس آفتاب ہدایت کی لائی ہوئی سچی روشنی اور حقیقی ہدایت پر پوری توجہ اور تکمیل عنایت صرف کرتے ہوئے اپنی عملی اور ارادی قوتوں کو از سریز فیضاب اور فائدہ مند ہونے کے لیے تیار کرتے ہیں۔

احیائے سنت اور نشر علوم نبویہ کے لیے دگنی چوگنی قوت صرف کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں جو جو اور جس جس طرح عالم انسانی کی خدمتیں اس حکیم روحانی اور مصلح حقیقی نے انجام دی ہیں ان کے لیے ہر قسم کی سرگرمی کو دہرانا ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔

غرضیکہ یہ مہینہ ہمیشہ ان کے قوائے علمیہ اور عملیہ میں وہ حرارت اور شادابی پیدا کرتا ہے جو مارچ و اپریل درجوں میں اور ساڑھ و سادھ کاشت کی زمینوں میں اور فصل بہار بلبلوں کے دل و دماغ میں اور ماہ رمضان المبارک عالم علوی میں۔

چونکہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اس عالم انسانی میں حکومت کا قائم کرنا بادشاہت حاصل کرنا، دنیاوی رعب و داب کا پیدا کرنا، خزانوں کا جمع کرنا دوسری قوموں اور ملکوں کو غلام بنانا، قوموں کی تجارت، زراعت، صنعت و حرفت پر قبضہ جمانا وغیرہ نہ تھا بلکہ ایسا مقدس اور برتر مقصد تھا کہ جس سے عالم انسانی اور تمام مبعوث الہیم کی دینی و دنیاوی اصلاح ہو جائے۔ ان کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جائیں۔ ان کے لیے دونوں جہان کی ترقیاں اور راحتیں ہم پہنچ جائیں۔ وہ ہر دو تعلقات (یعنی خلق با خالق اور تعلق خلق با خلق) میں پورے پورے مکمل بن جائیں۔ ان کی ہر قسم کی کمزوریاں اور تکلیفیں دور ہو جائیں۔ ان کی یہ زندگانی اور مستقبل کی زندگانی (جو اس دار فانی کی مفارقت کے بعد شروع ہونے والی ہے) نہایت راحت و آرام کی ہو جائے۔ ان کے لیے وہ کمالات روحانی و جسمانی جن کی بناء پر وہ نعمت خلافت عظمیٰ سے تکریم کیا گیا ہے حسب استعداد حاصل ہو جائیں۔

اس لیے اس آفتاب ہدایت (صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ایسے ایسے وسائل و ذرائع



لوگوں کی اصلاح و تفہیم کے لیے اختیار کیے جن میں سراسر شفقت و رحمت، ہمدردی و غم خواری، حلم و تحمل، استقلال و ہمت، صبر و احسان وغیرہ مربانیہ اور حکیمانہ اخلاق بھرے ہوئے تھے۔

یہ محض تبلیغ کے لیے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ انسان

**اتباع رسول**

جو کہ طبعی طور پر مقلد واقع ہوا ہے اس کو (آفتاب ہدایت علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اور اس کے کارناموں کو بغور دیکھے اور اپنے آپ کو بھی اسی رنگ و روپ میں رنگ لے گیا کہ وہ ایک نمونہ ہے جس کی صورت و سیرت پر بن جانا مالک حقیقی عز و شان کی طرف سے طلب کیا جاتا ہے۔

قلے ان کنتم تعبون اللہ فاتبعونی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے کہ دو  
یحببکم اللہ ویغفر لکم (یعنی میرے جیسے بن جاؤ) خدا تم سے محبت  
ذنبکم واللہ غفور رحیم۔ کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور  
رحمت کرنے والا ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول اللہ علیہ السلام کی اطاعت کی  
اس نے خدا کی اطاعت کی۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ تمہارے لیے رسول میں عمدہ اقتدار ہے۔

پھر یہاں تک بھی اکتفا نہیں ہے بلکہ اس مجسمہ رحمت و ہدایت کی روح پاک اپنی تیز و تند قوتوں کے ذریعے  
سے لوگوں کے جسمی اور روحانی میل کچیل نجاست و خباثت کو اسی طرح دور کرتی تھی جس طرح مادر مہربان اپنے ننھے  
ننھے بچوں کے جسم اور کپڑوں سے ظاہری نجاستوں کو دور کرتی ہے اگرچہ یہ حملہ یلوا علیہم آیاتہ ویعلمہم  
الکتاب والحکمة (پڑھتا ہے وہ رسول علیہ السلام بندگانِ خدا پر اس کی آیتیں اور ان کو خدا کی کتاب اور  
حکمت کی تعلیم دیتا ہے)۔

قرآن شریف کے الفاظ اور اس کے معانی کی تعلیم اور احکام شرعیہ کے علل و اسباب کی تدریس پر  
دلالت کرتا ہے تو حملہ یزکیہ (اور پاک و صاف کرتا ہے) اسی باطنی تزکیہ اور روحانی تجلیہ اس پر شاہ  
ہے علاوہ اور بھی بہت سے مقاصد ہیں جن پر روشنی ڈالنا مقصود نہیں ہے۔  
سچے متبعین اور ارباب عقل و فہم پر اس خاص مہینہ کے ظہور کرتے ہوئے جو کہ نہ صرف ولادت



باسعادت کا مبارک وقت ہے بلکہ ہجرت بھی (جس کے ذریعے سے شوکت اسلام کا آفتاب روز افزوں ترقی کرتا ہوا نمودار ہوا اسی مبارک مہینہ میں واقع ہوئی ہے اور وفات مبارک بھی (جو کرامت کے لیے عالم برزخ اور بارگاہ رب العزت میں ذریعہ صہنہ رحمت و مغفرت ہی اسی مہینہ میں واقع ہوئی ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من  
عبادہ قبض نبیہ قبلہا فجعلہ  
لہا فرطاً و سلفاً بین یدیہا و اذا  
اراد ہلکۃ امۃ عذبہا و نبیہا  
حتی فاہلکھا و هو ینظر غافقراً  
عینیہ بھلکتھا حین کذبوا  
و عصوا امرہ (رواہ مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں  
کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنے بندوں  
میں سے رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس  
کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دے کر اس  
کو امت کا پیش خیمہ (سامان قیام و طعام  
وغیرہ درست کرنے والا) اور آگے جانے والا  
بنادیتا ہے اور جب کسی قوم کے عذاب کا ارادہ  
کرتا ہے تو قوم کو پیغمبر کی زندگی میں ہلاک

کر دیتا ہے کہ پیغمبر ان کو ہلاکت ہوتے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے  
اس کی تکذیب کی تھی اور اس کے احکام و اوامر کا خلاف کیا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت آپ کے طرز عمل اور آپ کی تلقین کا وہی جذبہ  
منعکس ہونا چاہیے جس کا روشن چراغ آپ کے قلب مبارک اور روح پر فتوح میں ہمیشہ نور انشاں رہا۔  
امور زائدہ جو دوسروں کی دیکھا دکھی مسلمانوں میں رونما ہو گئے ہیں وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ ہماری ہمت  
تمام عالم انسانی کی اصلاح اور خیر خواہی کی طرف ہونی چاہیے۔ ہم کو اس مبارک مہینے میں جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی باتوں، آپ کی لائی ہوئی شریعت، آپ کے اوصاف حسنہ اور تعلیم و غیر  
پرکار بند ہونے اور جناب کے نمونے پر بن جانے کے لیے عزم محکم میں نہ صرف تجدید پیدا کر لینا چاہیے بلکہ  
اس کی عملی کارروائی بھی بڑے پیمانے پر برپا کرنی چاہیے۔

غرضیکہ ہم تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا نشا  
اور اس کی گرمی اور قوت عدم اس ماہ میں اسی طرح پیدا کریں جیسا کہ آپ میں تھی اور جیسے ایک  
سچے فدائی اور مخلص تابع میں ہونی چاہیے۔ غیروں سے بھی دیسا ہی طرز عمل اختیار کریں



اور انہوں سے بھی وہی صورت پیدا کریں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی مقاصد عالیہ کی غرض اور تمام  
**اخلاق نبویؐ** عالم انسانی کی بہبودی دنیا و آخرت کی وجہ سے ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں

اپنی راحت و آرام کو ترک کیا، لوگوں کی سخت اور سخت باتوں کی پرواہ نہ کی اور سستے رہے۔ عزت و  
 ناموس ظاہری کو خاک میں ملا دیا۔ اہل و عیال رشتہ ناتر سب کو خیر باد کہہ دیا مگر اپنے کام اور ارادہ میں فتور  
 نہ آنے دیا۔ دشمن کی گالیوں کا بدلہ صفع جمیل سے دیا۔ ان کے مظالم کا مقابلہ صبر جمیل سے کیا۔ ان کی خود غرضیوں  
 اور جہالتوں کا عوض ہجر جمیل اور خاموشی کو بنایا۔ دشمنوں نے ہر قسم کی وحشیت و بربریت کو اختیار کیا،  
 مگر آپ نے انصاف و عدالت و خیر خواہی اور ہمدردی ہی کو سامنے لانا ضروری سمجھا۔ انہوں نے  
 رشتہ داری کو قطع کیا مگر آپ نے رشتوں کی رعایت اور صلہ رحمی میں سرمو فرق نہ آنے دیا۔ انہوں نے  
 نئے مظالم توڑے، وحشیت و بربریت کے مظاہرے کیے مگر آپ نے اپنی مردت، سیر چشمی  
 عالی حوصلگی، بہادری، انسانیت، اخلاق حسنہ کو آخر دم تک نباہا۔ مکارم اخلاق کا وہ عملی گلدستہ پیش کیا کہ وہ  
 وحشی قوم جو اپنی جہالت اور بد اخلاقیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھی، مردم آزاری اور نخوت و غرور وغیرہ  
 میں اس کا پتہ تمام اقوام دنیا سے زیادہ بھاری تھا وہ سب کی سب نہایت تھوڑی مدت میں جان مال  
 عزت اولاد سب کچھ قربان کرنے کے لیے صرف تیار ہی نہیں ہو گئی بلکہ اس نے ایسا ثبوت دے دیا  
 کہ جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے آج تک کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ اس کے قلوب دار و اح خدائے وحدہ  
 لا شریک، کی محبت اور خوف سے بھر گئے۔ اس کے ہاتھ پاؤں اور جملہ اعضاء خداوندی خوشنودی کے  
 بندے بن گئے۔ ان میں علمی توجہ اور اخلاقی انقلاب ایسا رونما ہو گیا کہ وہ تمام اقوام عالم کے معلم اور  
 رہنما ہو گئے۔ ان میں اصول جہاں بانی اور قوانین اصلاح عالم انسانی کے ہر شرعیہ نے اس طرح جگہ کر لی  
 کہ نہایت قلیل مدت میں بحر اطلالک سے لے کر ہالیہ کی چوٹیوں تک اور کوہ اراں سے لے کر صحرائے افریقہ  
 تک امن و امان، عدل و انصاف معرفت اور علم تمدن و سیاست عروج و ترقی پھیلا دیا۔ اقوام عالم اس  
 صداقت اور حقانیت کو دیکھ کر برضا و رغبت اسلام کی حلقہ گوش ہو کر بدخلون و فسادین اللہ افواج  
 کے سماں میں آگئیں اور پھر ان حدود سے بھی متجاوز کر کے بحر ہیفک اور بحر منجد شمالی تک بھی اسلام کا دریا  
 موجیں مارنے لگا۔



ہندوستان میں جو حالت ہم مسلمانوں کے لیے موجودہ حکومت اور برادرانِ وطن کے معاملات کی وجہ سے نزاکت اختیار کرتی جا رہی ہے اس کے لیے بھی ہم کو آج یہ مبارک مہینہ دہی روشنی یا ددلا رہا ہے اور اسی چمک میں آنے کے لیے بلا رہا ہے۔ ہمارے لیے جو شاہراہ عمل اسلام اور اس کے مقدس بانی نے تیار کر دی ہے اسی کا اختیار کرنا ہمارے لیے ہر طرح موجب فلاح و بہبود ہو سکتا ہے۔

جبکہ اسلام کا نشوونما اور اس کا اطرافِ علم میں پھیلنا محض بابرانِ اسلام کا مقصد اصلاحِ خلق | عالم انسانی کی مددات کی غرض سے ہوا ہے۔ اس کی اصل غرض اور نیت اور توجہ محض اصلاحِ خلق ہے۔ ملک گیری خزاں کا جمع کرنا اقوامِ عالم کو غلام بنانا شہنشاہی قائم کرنا وغیرہ وغیرہ وہ نحس اور منحوس مقاصد نہیں ہیں جو اسکندر رومی، چنگیز خان، ہلاکو خان، یورپین طاقتوں وغیرہ کے رہا کیے ہیں۔ وہ اپنی فوجوں کی طاقتوں کا مظاہرہ کرنا نہیں چاہتا۔ وہ اپنی مالی اور تجارتی قوتوں سے اقوامِ عالم کی اقتصادی قوت اور معیشت کو برباد کرنا نہیں روارکھتا۔ وہ کسی قومیت اور شخصیت کا بندگانِ خدا کو پرستار بنانا نہیں چاہتا۔ وہ کسی رنگ کسی زمین کو انسانی دنیا میں فوقیت دینا گوارا نہیں کرتا۔ وہ ہر ایک اس انسانی فرد کو برتری اور بزرگی کا گراں بہا تمغہ عطا کرتا ہے جو اصلاح کو قبول کرتا ہو مستحق اور پرہیزگار بن جائے خواہ کسی قوم کا ہو کسی رنگ کا ہو کسی زبان کا ہو۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ  
ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلَكُمْ شُفُوعًا  
وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ  
عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔  
اِنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاصْبِرُوْا  
بَيْنَ اَخَوِيْكُمْ۔

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد (حضرت آدم علیہ السلام) اور ایک عورت (حضرت حوا علیہا السلام) سے پیدا کیا ہے اور تم کو تیز اور پیمانی کے لیے مختلف خاندان بنائے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑائی اور بزرگی تم میں سے زیادہ پرہیزگاروں کی ہے۔ ایمان لانے والے سب

کے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لیے تم بھائیوں میں صلح کرو۔

اسلام کو حقیقت میں اقوامِ عالم اور مذاہبِ دنیا کے ساتھ دہی نسبت ہے جو کہ ایک شفیق حکیم کو مرلیوں کے ساتھ اور ایک سمجھدار اور مہربان مرقی کو اپنے بچوں اور اہل خاندان کے ساتھ ہوتی ہے لہذا اسلام کو غرور بالغرور ان نا سمجھ اور نادان مرلیوں اور بچوں اور جاہل بے وقوف اہل خاندان سے طبع طرح



کی تکلیفوں اور نا انصافیوں کا دوچار ہونا لازم ہے۔ وہ جو کچھ جو روح جفا، بے عقلی اور بے انصافی کریں ان کی طبعی اور لازمی بات ہوگی اور اس مصلح حکیم کو جس قدر فراخ دلی اور عالی حوصلگی، ہمدردی تحمل و برداشت کرنا پڑے اس کا فرض منصبی ہوگا۔ ہاں جس طرح ایک حکیم حاذق اور شفیق ڈاکٹر کا فرض یہ بھی ہوگا کہ اگر مریض میں مادہ فاسد نہایت شد و مد سے جاگزیں ہو کر تمام جسم کو خراب کر رہا ہو آئندہ کو اس سے طرح طرح کے اندیشے ہوں اور کسی صورت سے اس کا دباننا اور تحلیل کرنا ممکن نہ ہو تو مسلسل کے ذریعہ یا نشتر کے ذیل سے اس کا اس قدر اخراج کرے کہ جسم کی اصلاح ممکن ہو جائے۔ اسی طرح کبھی کبھی مخصوص صورتوں اور احوال میں اسلام کو بھی محض اصلاح عالم انسانی کی غرض سے تلوار اٹھا کر شخص اکبر (عالم شہادت) کو سہل دینا اور اس کے ذہن میں نشتر لگا کر مادہ فاسد کو نیست و نابود کر دینا ضروری ہوگا جس کو جہاد کہتے ہیں۔

جب عقلمند اور بے وقوف متمدن اور وحشی، متبع قانون اور آزاد، عالم اور جاہل کا مقابلہ ہوگا تو ہمیشہ صنف اول پران ان مظالم کی بوچھاڑ ہوگی کہ وہ خود ان کے کرنے سے عاجز ہوگی۔ اس کو عقل و تمدن قانون اور علم میدان انتقام میں بے وقوفی، وحشت آزادی اور جہالت کی کلاروائیوں سے روکیں گے اور مجبور کر دیں گے کہ وہ اس جگہ میں انسانیت اور قانون کو ہاتھ سے نہ جانے دے مگر صنف ثانی حق کو چھپائے گی۔ سچائی کو دباؤں گی۔ خود غرضی کی داد دے گی اور تعصب پر کاربند ہوگی، باطل پرستی اپنا شعار بنائے گی۔ نہایت شرمناک پروپیگنڈا کر کے اہل حق کو اور صنف اول کو بدنام کرے گی اور اپنے آپ کو بے قصور دکھلاتی ہوئی ہر قسم کی قوتوں سے کام لے گی۔

یہ معاملہ اسلام کے ساتھ دوسری قوتوں اور اغیار کا ہمیشہ سے رہا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے مگر ہر زمانہ میں مقدس بانی اسلام اور اس کے متبعین مسلمانوں نے حق و صداقت عدل و تہذیب کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ان کی جہالت و گمراہی کا جواب گمراہی سے نہیں دیا۔

لے تصور یہ ہے کہ پورا عالم انسانی ایک جسم ہے اور یہ اکابر مجرمین فرعون صفت جو راہ حق میں حائل ہیں جنہوں نے دوسرے انسانوں کو یہاں تک دبا رکھا ہے کہ وہ اپنے متعلق اپنے ضمیر کی آواز پر بھی آزادی سے عمل نہیں کر سکتے۔ یہ فرعون صفت سرغزہ جسم انسانی کا ذہن میں جس کے متعدی اثرات پورے جسم کو فاسد کر رہے ہیں۔ اس مادہ فساد کا آپریشن کو دنیا ضروری ہے۔ جہاد کی حدت و شدت اسی آپریشن کی حد تک تہی ہے اور یہی اس کی غرض غایت ہے۔



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا  
قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ  
بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْبِرَنَّكُمْ  
شَنَانُ قَوْمٍ عَلَى أَنْ لَا  
تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ  
لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ  
إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ  
وَلَا يَجْبِرَنَّكُمْ شَنَانُ قَوْمٍ  
أَنْ كُفُّوا عَنْ الْمَسْجِدِ  
الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَاتَّعَاوُنَا  
عَلَىٰ الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوُنَا  
عَلَىٰ الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ  
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ  
الْعِقَابِ -

اے ایمان والو! ہو جاؤ تم اللہ تعالیٰ کے لیے (اس کی  
خوشنودی کی غرض سے) پوری پابندی کرنے والے انصاف  
کے ساتھ گواہی ادا کرنے والے اور کسی قوم کی دشمنی تم کو  
اس پر آمادہ اور برا نگینہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف نہ  
کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب  
ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ  
کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔

تم کو کسی قوم کی دشمنی اور بغض اس بنیاد پر کہ انہوں نے  
تم کو خانہ کعبہ سے روک دیا ہے اس پر برا نگینہ اور آمادہ  
نہ کر دے کہ تم حد سے آگے بڑھ جاؤ اور تعدی کرنے لگو اور  
بھلائی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور  
گناہ و تعدی پر ایک دوسرے کی مدد مت کرو اور خدا  
سے ڈرتے رہو کیونکہ خداوند کریم سخت بدلہ لینے والا  
ہے۔

انہی احکام کی بناء پر آنحضرت علیہ السلام اور اسلاف کرام ہمیشہ موافق اور مخالف دشمن اور دوست  
کو عدل اور انصاف کی نظروں سے دیکھتے رہے۔ دشمنوں کی جفا کاریوں کو ہمیشہ قانون الہی کی پابندیوں  
کی بنا پر اور اپنے ارادہ اور نصیحت و خیر خواہی کی وجہ سے پس پشت ڈالتے رہے۔ کبھی عدل و انصاف  
کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق و معاشرت کے لحاظ سے انسانوں میں سب سے برتر  
تھے۔ آپ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک آپ کی چاکری کی مگر اس مدت  
میں آپ نے (ڈانٹنا تو کجا) کبھی مجھ سے اُٹ بھی نہیں کہا۔ نہ میرے کسی کام کے بارے میں پوچھا  
تو نے ایسا کیوں کیا اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے مجھے دریافت نہیں فرمایا۔ ایسا تو نہ کریں نہیں کیا۔



# نبی کریم ﷺ کا حلیہ شریف

حضرت مولانا مفتی الہی بخش کاندھلوی

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت ذکر اوصاف کیا کرتے تھے اور میں امیدوار ہوا کہ ان اوصاف میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان کریں جس کو میں اپنے ذہن میں جلال۔ پس انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں عظیم تھے۔ نظروں میں معظم تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک بدر کی طرح چمکتا تھا۔ بالکل میانہ قد آدمی سے توقا میں قدے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ کلاں تھا۔ سر کے بال سیدھے قدے بل دار تھے۔ اگر سر کے بالوں کو جمع کرتے وقت ان میں اتفقا از خود مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں اور بعد میں قصداً سیدھی مانگ نکالتے تھے اور آپ کے سر کے بال نرم گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپ بالوں کو بڑھائے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا۔ پیشانی فراخ تھی۔ ابرو خمدار اور بالوں سے پُر تھے اور آپس میں ملے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان ایک رگ تھی وہ غصہ میں ابھر جاتی تھی۔ ناک بلند تھی اور ناک مبارک پر ایک نور نمایاں تھا۔ ڈاڑھی مبارک بھری ہوئی تھی اور خوب سیاہ تھی۔ رخسار مبارک سبک تھے۔ منہ مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا نہ تنگ اور نہ ہی فراخ۔ دانت مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں ذرا ذرا کینیں تھیں۔ سینے سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ گردن مبارک ایسی خوبصورت تھی جیسی تصویر کی گردن خوب صورت تراشی جاتی ہے۔ صفائی میں چاندی جیسی تھی۔ جسم کے اعتبار سے بدن معتدل اور چُر گوشت اور کسا ہوا تھا۔ شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدے ابھرا ہوا تھا۔ آپ کے کندھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔ جوڑ والی ہڈیاں



بڑی تھیں۔ کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن تھا۔ سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالوں کی ایک مسلسل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالوں کے سوا کہیں بال نہ تھے البتہ دونوں بازو اور شانوں۔ سینہ کے بالائی حصہ پر مناسب مقدار سے بال تھے۔ کلاٹیاں دراز تھیں۔ ستمیلی فراخ تھی۔ ستمیلیوں اور قدموں پر گوشت تھا۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں۔ اعصاب آپ کے برابر تھے۔ آپ کے تلے قدرے گہرے تھے کہ چلنے میں زمین کو نہ لگتے۔ قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے بالکل ڈھل جاتا یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے۔ چلنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگتا۔ جب چلنے کے لیے پاؤں اٹھاتے وقت سے پاؤں اٹھتا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو ٹھیک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا کہ کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے۔ نگاہ نیچے رکھتے۔ آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی۔ عموماً عادت آپ کی گوشہ نشینی سے دیکھنے کی تھی یعنی غایت حیا سے پورا سراٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے۔ اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے۔ جس کو ملے خود سلام میں ابتدا کرتے۔ ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ امور آخرت کے سوچ میں رہتے۔ کسی وقت آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے۔ آپ کا سوت بول بولتا تھا۔ کلام کو شروع اور ختم نہ بھر فرماتے۔ کلام جامع فرماتے۔ آپ کا کلام حق اور باطل میں فیصلہ کن ہوتا نہ زنا اور نہ تنگ ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے۔ نہ مزاج میں سختی اور نہ محاسبہ کی اہانت فرماتے۔ نعمت قلیل کی بھی تعظیم کرتے تھے اور نعمت کی مذمت نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے۔ جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے لیے غضب ناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لیے انتقام لیتے۔ اور گفتگو کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب کرتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے تو اس کو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ستمیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے۔ اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچے کر لیتے۔ اکثر ہنستا آپ کا تبسم ہوتا اور اس میں دانت مبارک جو ظاہر ہوتے ایسا معلوم ہوتا جیسے بارش کے اولے۔

(ماخوذ از فتیم الطیب ترجمہ شمیم الحبیب ترجمہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی)



# بعض خصائص محمدی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

یعنی ان امور کے بیان میں جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام میں سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہیں۔

ایک قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے۔ مثلاً سب سے اول آپ کے نور کا پیدا ہونا۔ سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا۔ یوم ميثاق میں سب سے اول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں آپ کا بلیٰ فرمانا۔ آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا جانا۔ خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا۔ پہلی سب کتب میں آپ کی بشارت و فضیلت ہونا۔ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا دوسری قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوئے مثلاً مہربوت کا شانہ پر ہونا۔

تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور شخص میں ذات مبارک کے ساتھ مثلاً معراج اور اس میں عجائب ملکوت و جنت و نار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا، کہانت کا منقطع ہو جانا، اذان و اقامت میں نام مبارک ہونا۔ ایسی کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجز ہے۔ لفظاً بھی معنیاً بھی۔ تغیر سے محفوظ رہنے میں بھی۔ زبانی یاد ہونے میں بھی۔ حدیث کا حرام ہونا۔ نوم سے وضو کا واجب نہ ہونا۔ ازدواج مطہرات کا امت پر ابداً حرام ہونا۔ آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا۔ آگے بیچھے سے برابر دیکھنا۔ دُور دُور تک آپ کا رعب پہنچنا۔ آپ کو جوامع الکلم عطا ہونا۔ تمام خلایق کی طرف مبعوث ہونا۔ آپ پر نبوت کا ختم ہونا۔ آپ کے متبعین کا سب انبیاء کے تابعین سے زیادہ ہونا۔ سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا۔ چوتھی قسم وہ امور جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپ کی امت کو عطا ہوئے۔ مثلاً غنائم کا حلال ہونا۔ تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا۔ تیمم کا مشروع ہونا۔ اذان و اقامت کا مقرر ہونا۔ نماز



میں ان کی صفوں کا بطرزِ صفوں ملا کر ہونا۔ حج کا ایک خاص عبادت و سماعت اجابت کے لیے مقرر ہونا روزے کے لیے سحری کی اجازت۔ رمضان میں شبِ قدر۔ ایک نیک کریں تو ادنیٰ درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملتا۔ دوسرے اور خطار و نسیان کا گناہ نہ ہونا (شاید پہلی امتوں میں ان کے اسباب کا انسداد بھی واجب ہو گا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہوا اس امت کے ساتھ) احکام شاذ کا مرتفع ہو جانا۔ تصویر و سکرآت کا ناجائز ہونا (کہ یہ سد باب ہے مفاسد بے شمار کا اور مفاسد سے بچنا رحمت ہے جیسا کہ بعض جگہ تفسیل حکم بھی رحمت ہے)۔ ائمہ سابقہ کے سے عذاب نہ آنا۔ طاعون کا شہادت ہونا۔ علماء وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیاء کیا کرتے تھے۔ قربِ قیامت تک جماعت اہل حق کا مودہ من اللہ ہو کر پایا جانا وغیرہ ذاک۔

پانچویں قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بر رخ یا قیامت میں ظاہر ہوئے اور ہوں گے الخ

فصل الذی شتم منة وصورة ثم اصطفاہ جیب کا باری النسیم  
پس آپ فضائل باطنی و ظاہری میں کمال کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں پھر خداوند تعالیٰ شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات ہے آپ کو اپنا جیب بنایا۔  
مُنُوہ عَنْ شَرِکٍ فِی مَحَاسِنِهِ فَبَوَّهَ الْحَسَنَ فِیْهِ غَیْرَ مَنْقَسِمٍ  
آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی خوبیوں میں اور کوئی آپ کا شریک ہو۔ پس جو ہر حسن جو آپ میں پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے۔  
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا بَدَا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
ما خود از نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

ایک مرتبہ سفر میں آپ نے صحابہ رض سے بکری پکانے کو کہا۔ ایک صحابی نے کہا۔ میں اسے ذبح کر دوں گا۔ دوسرے نے فرمایا۔ میں اس کی کھال اتار دوں گا۔ تیسرے نے ارشاد کیا میں اسے پکاؤں گا۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا۔ میں لکڑیاں عین کر لاؤں گا۔ صحابہ نے کہا ہم لوگ لے آئیں گے۔ ہم کافی ہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ بیشک تم کافی ہو۔ یہ کام کرو گے لیکن مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اپنے لیے امتیازی برتاؤ در رکھوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے ناپسند فرماتا ہے کہ اس کا کوئی بندہ اپنے ساتھیوں میں متا ز ہے۔



# سُرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ میواتی

دل میں ہے بسا روضہ سرکارِ مدینہ  
 آئینہ دل ہوتا ہے شفاف و منور  
 ہیں حُبّتِ فردوس کی رنگین بہاریں  
 آفاق میں جو چیز بھی دیتی ہے دکھائی  
 اس کان سے ہوتے ہیں برآمد زر و گوہر  
 اللہ کرے خواب میں دے جائے دکھائی  
 سرشارِ ہمہ وقت ہے ہر ذرہ گیتی  
 سب کچھ جو لٹا آئے رہ دیں میں مہاجر  
 آنکھوں کی ضیا روضہ سرکارِ مدینہ  
 کیا خوب ضیا بار ہیں انوارِ مدینہ  
 شرمندہ احسانِ چمن زارِ مدینہ  
 ہے صدقہ پیدائش سرکارِ مدینہ  
 گنجینہ اسرار ہے دربارِ مدینہ  
 پھر گنسبِ خضرائے گہر بارِ مدینہ  
 اللہ رے فیض مے انہارِ مدینہ  
 تصویرِ وفا بن گئے انصارِ مدینہ  
 سرور مجھے چھوڑو کہ برا جوشِ جنوں اب  
 پھر دے رہا ہے دعوتِ دیدارِ مدینہ



# النبي الامي ﷺ

حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری

یہ محقق ہے کہ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا الرسول البتہ الامی اور کسی نبی کا لقب نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی لقب انبیائے کرام کو اور سابقہ اُم کو بتلایا گیا ہے۔ علماء نے اسم اُمی کے متعلق جو پاکیزہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں ناظرین کے لیے ان پر عبور موجب فرح و سرور ہوگا۔

(۱) اُمی - ام القرئی کی نسبت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کا نام اُم القرئی فرمایا وَلتَسْمُرْ اَم الْقَدْحِ وَمِنْ حَوْلِهَا۔ کہ تو ام القرئی کو اور اس کے گرد اگر د کی بستیوں کو ڈرائے۔ مشہور قدیم جرمن مؤرخ سپرینجر اور سکریڈر کا قول ہے کہ ان محققین کی رائے بالکل درست ہے جو اولاد سام کا اصلی وطن ملک عرب کو قرار دیتے ہیں۔ اسلامی روایات صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے عرب میں سب سے پہلے آبادی (بلدہ مکہ معظمہ ہے) جہاں خانہ بدوش قوموں نے قیام کیا اور بربریت و وحش کو چھوڑ کر عمران و تمدن کی زندگی میں داخل ہوئے۔ الغرض تاریخ اور روایت کے مجموعی اتفاق سے ثابت ہے کہ مکہ اُم القرئی ہے۔ اب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کی طرف توجہ کرنا چاہیے۔ انہوں نے بنا مکہ کے وقت یہ دعا کی تھی

رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق

اهله من الثمرات (بقہ)

اے رب اس جگہ کو امن والا شہر بنائیو

اور یہاں والوں کو میوہ جات کھلایا کیجیو۔

دُعا کے یہ الفاظ بھی ہیں:

وابعث فيهم رسولا منهم

ان میں ایک شاندار رسول بھی جو انہی میں سے ہو مبعوث کیجیو۔

(بقہ)

دعا خلیل میں دو باتیں عجیب ہیں۔ (۱) اس بستی کے رہنے والوں کے لیے جہاں کی زمین



ناقابلِ زراعت ہے۔ میوہ جات و ثمرات بکثرت ملنے کی استدعا۔

(۵) ان الفاظ کی برکت آج تک نظر آرہی ہے کہ مکہ کے بازار بسزویں، ترکاریوں اور گوناگوں میوہ جات سے بھرے نظر آتے ہیں۔ یہ علامت ظاہری اس امر پر دل ہے کہ رب العالمین نے فی الواقع اپنے خلیل کی دعا کو من و عن شرف قبولیت بخشا۔

(۲) یہی دعا موضوع بتلا رہی ہے کہ صرف خوراک جسمانی یا لذائذ کام و دہن تک ہی اس کا اثر محدود نہ تھا بلکہ روحانیت کے لیے دعا کے الفاظ زیادہ پُر زور تھے۔ وعدہ کا رسول اور دعا خلیل کا رسول مبعوث ہونا اور بڑی شان کے ساتھ مبعوث ہونا۔ اس کے جنسی اور نسبی تعلقات انہی لوگوں کے ساتھ تھے جو اس سببی کے سردار تھے لہذا اُم القریٰ کی نسبت سے اسے اُمّی کہنا درست ٹھہرا۔

(ب) اُمّ کی "ت" بہ وقت نسبت گر گئی ہے جیسے مکہ سے مکی۔ اندریں صورت اسم اُمّی اس حدیث صحیح کی تفسیر ہے جو صحیح مسلم میں بروایت انسؓ موجود ہے۔ انا اکثر الانبیاء تبعنا۔ کثرت امت کے لحاظ سے میں سب انبیاء سے بڑھا ہوا ہوں۔

(۲) اسم اُمّی ام کی طرف منسوب ہے اس اعتبار سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ پاکی فطرت و عصمت من جانب رب العزت جملہ عیوب و نقائص سے ایسے ہی پاک و صاف ہیں جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا شدہ بچہ ہوتا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہؓ طیبہ رضی اللہ عنہا نے انہی معانی پر نظر رکھتے ہوئے اشعارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پڑھے تھے اور ان اشعار کو سن کر آقائے نامدار نہایت مسرور الوقت ہوئے تھے۔

وَمُبْتَرَأٌ مِنْ كُلِّ غُبْرٍ حَيْضَةٍ وَفَسَادٍ مَرْضَعَةٍ وَدَاءٍ مَخِيلٍ

وَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى أَسَدِهِ وَجْهِهِ بَرَوْقُ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

(اور آپ بعینہ حیض سے بھی پاک و صاف رکھے گئے ہیں اور دودھ پلانے والی عورت

کے بگاڑ اور حاملہ عورت کے دودھ سے بھی آپ کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ (۲) اور جب

آپ کے چہرہ کی چمک کو دیکھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باذلِ چمک رہا ہے)

(د) اُمّی ام کی طرف منسوب ہے اس اعتبار سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت کے بعد اکتسابِ علوم و فنون کی جانب کوئی رغبت نہ کی تھی اور حضورؐ کے لوحِ قلب پر تقریر یا تحریر کسی ایک حرفِ نقش



بھی ثابت نہ ہوا تھا۔ ملک عرب کی حالت بھی یہی تھی کہ وہ لکھنے پڑھنے سے عاری ہوتے تھے۔ وہ اپنی تمام عمر اسی حالت میں پوری کر دیا کرتے جو ایک ایسے بچے کی ہوتی ہے جو نہ مکتب گیا نہ درس لیا نہ قلم ہاتھ میں پکڑا۔ نہ سبق زبان پر جاری ہوا۔ یہودیوں نے اسی لیے اہل عرب کا نام اُمیّون رکھ دیا تھا۔ **ذالک بانہم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل** (آل عمران) یہودی کہتے ہیں کہ ہم ان اُمی لوگوں کے ساتھ خواہ کچھ ہی برتاؤ کریں ہم پر کچھ سزا اخذ نہ ہوگا۔ یہی نام اہل عرب کے لیے معارف بن گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً  
(سورۃ الحجۃ)  
جس نے امیوں کے اندر شاندار  
رسول کو مبعوث فرمایا۔

یہی لفظ اہل کتاب کے ناخواندہ اشخاص کے لیے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے۔

ومنہم امیّون لا یعلمون  
الکتاب  
یہودیوں میں ایسے ناخواندہ بھی ہیں جن کو  
کتاب کا کچھ علم نہیں۔

الغرض اُمی سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرز و طریق خواندگی میں اہل دنیا سے بالاتر تھے  
اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو دوسری جگہ اس طرح ظاہر فرمایا ہے:

لو ما کنت تتلو امن قبلہ من  
کتاب ولا تخطہ بسمینک اذا لا یرتاب  
المبطلون  
(ترجمہ) اے رسول! قرآن سے پہلے تو تم نہ  
کسی کتاب کو پڑھا کرتے تھے اور نہ تمہارے  
دست راست نے کبھی کوئی خط کھینچا تھا۔

تب تو یہ بطلانِ دلائل شک بھی کر سکتے۔

معنی بالا کے لحاظ سے اسمِ النبی الاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ واضح ہو کہ نبی نبأ سے ہے اور نبأ واقعہ عظیم اور اعلام ذوالاہتمام کہتے ہیں یعنی نبی وہ ہے جو علوم علیہ اور دقائق عظیمہ کی اطلاع اہل عالم کو دیتا ہو اور جب یہ لفظ اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے تب اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ نبی وہ ہے جو علوم عالیہ اور شرائع عالیہ اور نواہی ربانہ کی اطلاع براہِ راست اللہ تعالیٰ سے کرتا ہو۔ نبی کو نبأۃ سے بھی مشتق بنایا گیا ہے۔ نبأۃ کے معنی مقامِ مرتفع ہیں اور نبی وہ ہے جو اس مقامِ علیا پر فائز ہو جہاں کوئی انسان کتاب و محنت و ریاضت سے نہیں ہو



سکتا اور اس مقام پر اس کے فائز ہونے کا سبب محض اصطفا ربانی ہوتا ہے۔ نبی اُمّی کے وصف نے بتلادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حرف شناسی و خط کشی سے تو دور ہیں اور بایں ہمہ علوم غلیظہ و آیات کاملہ کا صدور حضور سے برابر ہوتا رہا۔ اہل سیرت جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو النبی الاُمّی کے لقب سے یاد کیا جاتا بلایا جاتا اور حضور اس طرز خطاب سے خرسند و مسرور ہوا کرتے تھے۔ اب اہل زمانہ کا حال دیکھو کہ جو نبی کسی شخص کو ذرا شہدہ کہنے کی لیاقت ہوئی تو وہ اپنے لیے فاضل اکمل، اللوزعی، المعی، علامہ وغیرہ الفاظ سننا اور کہلانا پسند کرتا ہے اور یہ ہر ایک صاحبِ قلم و زبان اور کافر فطری خاصہ سا ہو گیا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اصلیت سے بڑھ کر اس کے علم و فضل کا اندازہ لگایا جائے لیکن ایک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کو ہر وقت ناخواندگی کا اعتراف اور اُمّی ہونے کا اقرار ہے۔ اس اعتراف و اقرار پر بھی ہزاروں علماء، سینکڑوں فلاسفہ حاضر ہوتے، زانے ادب تر کرتے اور اقرار کرتے کہ ان لوگوں کا علم و فہم اور حضور کا عرفان قطرہ و قلم کی مثال رکھتے ہیں۔ غور کرو کہ جو شخص دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں بنا وہ تمام دنیا کا استاد بنا ہوا ہے۔ محاسن اخلاق، محامد اعمال، تدبیر منزل، سیاست مدہ، اقتصادیات، سیاسیات، عمرانیات کے درس اور دماغ کو روشن، قلب کو محبتی، روح کو منور بنانے والی تعلیم دے رہا ہے۔ اس کی درس گاہ مقدس کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے۔ وہاں داخلہ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ وہاں ایک صحرائیں اور ایک شہری، ایک فلاسفر اور ایک بدوی پہلو پہ پہلو بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ان واحد اپنی اپنی استعداد و قابلیت کے موافق مستفیض و مستفید ہو رہے ہیں۔ اندریں صورت اُمّی لقب سے علمنی ربی، فاحسن تادیبی کا زور ظہور بخش ہے اور لعلہ ہر کتاب کا دعویٰ مستحق ہو رہا ہے۔

(۵) لقب اُمّی کی وجہ یہ بھی ہے کہ اَوّل انبیاء ابرالبشر آدم علیہ السلام سے لے کر آخر انبیائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بن مریم تک جملہ انبیاء و مرسلین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعوت عالیہ اور اوصاف جلیہ بیان کیے۔ الف سے آدم، میم سے مسیح مراد ہے اور یائے نسبت اس راز کی کاشف ہے۔

اُمّی و گربازبان فصیح      از الف آدم و میم مسیح

جو شخص اوروں کو تکلیف دیتا ہے، خدا اس کو تکلیف دے گا۔  
اور جو شخص اوروں کو نقصان پہنچاتا ہے خدا اس کو نقصان پہنچائے گا۔

احادیث نبویؐ





# لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى



يَا اللَّهُ يَا هُوَ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا مَلِكُ يَا قُدُّوسُ يَا سَلَامُ يَا مُؤْمِنُ يَا مُهَيِّمُ يَا عَزِيزُ  
يَا جَبَّارُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا خَالِقُ يَا بَارِئُ يَا مُصَوِّرُ يَا غَفَّارُ يَا قَهَّارُ يَا وَهَّابُ يَا رَزَّاقُ يَا فَتَّاحُ  
يَا عَلِيمُ يَا قَابِضُ يَا بَاسِطُ يَا خَافِضُ يَا رَافِعُ يَا مُعِزُّ يَا مُدِلُّ يَا سَمِيعُ يَا بَصِيرُ يَا حَكَمُ  
يَا عَدْلُ يَا طَيفُ يَا خَيْرُ يَا حَلِيمُ يَا عَظِيمُ يَا غَفُورُ يَا شَكُورُ يَا عَلِيُّ يَا كَبِيرُ يَا حَفِيفُ  
يَا مُقَيَّتُ يَا حَسِيبُ يَا جَلِيلُ يَا كَرِيمُ يَا رَقِيبُ يَا مُجِيبُ يَا وَاسِعُ يَا حَكِيمُ يَا وَدُودُ يَا مُجِيدُ  
يَا بَاعِثُ يَا شَهِيدُ يَا حَقُّ يَا وَكِيلُ يَا قَوِيُّ يَا مَتِينُ يَا وَلِيُّ يَا حَمِيدُ يَا مُحْصِيُّ يَا مُبْدِيُّ  
يَا مُعِيدُ يَا مُحْيِيُّ يَا مُمِيتُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ (۹۹ مرتبہ) يَا وَاحِدُ يَا مَاجِدُ يَا وَاحِدُ يَا أَحَدُ يَا صَدُّ  
يَا قَادِرُ يَا مُقْتَدِرُ يَا مُقَدِّمُ يَا مُؤَخِّرُ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا وَالِيُّ يَا مُتَعَالِيُّ  
يَا بَرُّ يَا تَوَّابُ يَا مُنْتَقِمُ يَا غَفُورُ يَا ذُو الْقُرْبَىٰ يَا ذَا الْجَلَالِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يَا مُقْسِطُ يَا جَامِعُ  
يَا غَنِيُّ يَا مُغْنِيُّ يَا مَنِّعُ يَا ضَارُّ يَا نَافِعُ يَا نُورُ يَا هَادِيُّ يَا بَدِيعُ يَا بَاقِيُّ يَا وَارِثُ  
يَا رَشِيدُ يَا صَبُورُ

یہ ننانوے اسماء ربانی جل شانہ مشہور و معروف ہیں اور احادیث شریفہ میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ انہی میں سے پہلے وہی ہے جو  
ان کا ورد اکثر اولیائے کرام فرماتے تھے۔ اس طرح ماثور و مومن و عاقل کا عجیب مبارک مجموعہ الخیر الاعظم ہے جو ہفتہ کے سات دنوں کی ترتیب سات باب پر مشتمل  
ہے۔ ہمارے اکثر اکابر نے معمولات میں اس کا استعمال کیا ہے۔ شیخ التفسیر قطب العالم حضرت علامہ ابوبکر ربیع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے اور حضرت علامہ  
شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلقین سے شہرین کراچی کو الخیر الاعظم کے ورد کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس بابرکت مجموعہ کے پیچھے حصے میں اجزائے ہفتہ کے دن پڑھا جاتا  
ہے (۱) اسماء الحسنی بھی ہیں۔ اس کا ایک خاص طریقہ امام الاولیاء حضرت علامہ ابوبکر ربیع رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد فرمودہ یہ ہے کہ ہر اسم مبارک سے پہلے لفظ یا کا اضافہ کر دیا جائے اور  
جب یا حاجی یا قیوم پڑھیں تو اسے ننانوے مرتبہ پڑھا جائے۔ اس کے بعد آخر تک ایک ایک مرتبہ پڑھ کر مکمل کر لیا جائے۔ اسی طرح جمعۃ المبارک کے دن الخیر الاعظم  
کا اقتحام ہو تو اس کے فوراً بعد دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر صرف انہی اسماء حسنی کو رواج بالا ترتیب سے پڑھیں اور پھر اپنے اور امت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جہد و تقاضہ  
دائین کے لیے دل سے دعا فرمادیں، حضرت شیخ الانجری رحمۃ اللہ علیہ کے غلیظہ اجل حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جانشین حضرت مولانا محمد علیہ السلام  
علیہم نے روزانہ صرف الاسماء حسنی کو رواج بالا پڑھتے پڑھ کر رکعتیں بکاتے اور یہ فرمایا ہے۔ اس لیے افادہ عام کے لیے جریہ ناظرین قارئین کو اس جہد و تقاضہ مبارک عمل کو خلوص و محبت اور یقین کا دوسرے کر کے انشاء اللہ مسرت و سعادت سے شاد کام ہوں گے۔ نوٹ: سورۃ یسین شریف، سورۃ اخلاص شریف اور سورۃ حشر  
کی آخری آیات مبارکہ میں بھی اسماء ربانی کے پڑھنے کے خاص طریقے ہیں۔ ضرورت مند اور شوقین حضرت ۳۲ اس کے لیے لکھ سکتے ہیں ورد عاقل کی مودبانہ التماس ہے۔

ترتیب: خادم سلسلہ قادریہ راشدہ سلسلہ اربعہ روحانیہ مبارکہ۔ اختر احمد علیہ الرحمۃ الصدیقی عفا اللہ عنہ

اشہاد بناؤ انہی کی دیگر تین سو ہفتہ سال گئے کیجیے  
ایسا پتہ پڑیو ڈاک: ۱۱۴۹۹

۱۱۴۹ھ نزدیک نوشہرہ ص ۵ ضلع پشاور

مفت ملنے کا پتہ و ناشر

انجمن خدام الدین جٹو ۱۱۴۹ھ نوشہرہ ص ۵ ضلع پشاور



# تبلیغ نبویؐ اور اس کی کامیابی کے اصول

اور اس کی کامیابی کے اسباب

مورخ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ

تمام گزشتہ موائع - عوائق - مشکلات اور دشواریوں کی دیواریں آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے ٹوٹی گئیں۔ اسلام پھیلنا اور اس طرح پھیلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا کو چھوڑا تو تمام عرب میں ایک بھی بُست پرست نہ تھا۔ اس لیے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے اسباب کیا تھے۔ مخالفین کے نزدیک تو اس کا جواب صرف تلوار ہے لیکن کارلائل کے بقول نہتے اور کپڑے نہ پہنے اسلام کے مانتے میں یہ تلوار کس تلوار کے زور سے آئی لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ تلوار صرف اسلام کی تبلیغی دعوت تھی۔ اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں اسلام کی اس طاقت کی تشریح کر دینا مناسب ہے۔

**فریضۂ تبلیغ** تبلیغ کے لفظی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں اور اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جس چیز کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اس کی اچھائی اور خوبی کو دوسرے لوگوں اور دوسری قوموں اور ملکوں تک پہنچائیں اور ان کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ قرآن پاک میں تبلیغ کے ہم معنی چند اور الفاظ بھی ہیں جن میں سے ایک لفظ اُنتاد ہے جس کے معنی ہوشیار اور آگاہ کرنے کے ہیں۔ دوسرا لفظ دعوت ہے جس کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں اور تیسرا لفظ تذکیر ہے جس کے معنی یاد دلانے اور نصیحت کرنے کے ہیں۔ بعثت نبوی کے وقت دنیا میں دو قسم کے مذہب تھے۔ دوا لیے جو تبلیغی تھے عیسائیت اور بدعت، باقی زیادہ تر ایسے ہی تھے جو تبلیغی نہیں جیسے یہودیت، مجوسیت، ہندویت جو وہ تبلیغی سمجھے جاتے تھے ان کی نسبت یہ فیصلہ مشکوک ہے کہ آیا یہ تبلیغ ان کے اصل مذہب کا حکم تھا یا بعد کے پیروؤں کا عمل ہے کیونکہ ان کے مذہبی صحیفوں میں اس تعلیم دعوت کی کھلی ہوئی ہدایتیں اور ان



کے بایزوں کی زندگی میں اس کی عملی مثالیں نہیں ملتی۔ تمام مذاہب میں صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے تبلیغ کی اہمیت کو سمجھا اور اس کے متعلق اپنے صحیفہ میں کھلے احکام دیے اور اس کے اعلیٰ حامل علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اس کی عملی مثالیں پیش کیں۔

جن مذہبوں نے تبلیغ کو اپنا اصول نہیں ٹھہرایا ان کے ایسا کرنے کی اصلی وجہیں دو ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے نزدیک اس حق کے قبول کرنے کی عزت کا استحقاق پیدائش سے حاصل ہوتا ہے، کوشش سے نہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ جو حق ان کے پاس ہے وہ ان کے نزدیک اتنا پاک و مقدس ہے کہ ان کی خاص پاک و بزرگی محترم نسل و قوم کے علاوہ دوسری تمام قومیں جو ناپاک و نجس و کمتر ہیں ان تک اپنے پاک مذہب کو لے جانا خود اس مذہب کی پاکی کو صدمہ پہنچانا ہے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک دفعہ جب ایک کنعانی (انجیل متی ۱۵) یا یونانی (انجیل مرقس ۷) عورت نے ان سے برکت چاہی تو فرمایا۔ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھینٹوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵-۲۵) پھر فرمایا۔ مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی (بنی اسرائیل کا مذہب) کتوں (غیر اسرائیلی قوموں) کو پھینک دیں (۲۶) پھر فرمایا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پہلے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھینٹوں کے پاس جاؤ اور چلتے ہوئے منادی کرو۔ (متی ۱۰-۶) پھر ارشاد فرمایا۔ وہ چیز جو پاک ہے کتوں کو مت دواؤ۔ اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو۔ (متی ۶-۶)

ہندوؤں نے اپنے مذہب کو تمام قوموں سے جو چھپا کر رکھا اس کا بھی یہی سبب تھا کہ وہ اپنا پاک و صرم میچھوں اور اچھوتوں کو سکھا کر اس کو ناپاک نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہودیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ نامختون اس نعمت کے اہل نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تمام قوموں کو برابری اور مساوات کی ایک ہی سطح پر لا کر کھڑا کیا اور خدا کے پیغام کی منادی کا سب کو یکساں متقی قرار دیا۔ اس لیے اپنی تبلیغ کے لیے قریش و غیر قریش، حجاز و یمن، غرب و عجم، ہند و روم کی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ دنیا کی ہر قوم، ہر زبان اور ہر گوشہ میں صدائے الہی کا پہنچانا فرض قرار دیا۔ ابتدائی وحی میں انجانوں کو مشایخ اور بے خبروں کو آگاہ کرنا سب سے پہلا حکم تھا **يَا أَيُّهَا الْمَدْيَنِيُّ قُمْ فَمَا نُنْذِرُ** (سورہ مدثر)۔ اے چادر پوش! اٹھ کھڑا ہو اور ہشیار و آگاہ کر۔ پھر بار بار حکم ہوتا رہا کہ **بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ** جو تیری طرف



اتار گیا اس کو اور دن تک پہنچا فَاَنْعَ وَاسْتَقَمَ كَمَا اُمِرَتْ (شوری) لوگوں کو دعوت دے اور مضبوط قائم رہو جس طرح تجھے حکم دیا گیا فَذَكِّرْ اِنَّ نَفْعَتِ الذِّكْرِی (سورۃ اعلیٰ) لوگوں کو نصیحت کر اگر نصیحت فائدہ مند ہو ۚ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرِی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الذریت) اور نصیحت کر کہ نصیحت اہل ایمان کو فائدہ پہنچاتی ہے ۚ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ یَخَافُ وَعَبِید (سورۃ ق) قرآن سے سمجھا تو اس کو جو میری دھمکی سے ڈرتا ہو ۚ اور ان کے علاوہ بیسیوں آیتوں میں اس فرض کی اہمیت ظاہر کی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا بھی دین حق قبول کر لینا دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے بھی بڑھ کر ہے ۚ (صحیح مسلم باب خیر)

اس سے زیادہ یہ کہ اسلام نے اپنے پیروں پر مشد پر خیر کی دعوت امر بالمعروف نہی عن المنکر اور تواصو بالحق یعنی باہم ایک دوسرے کو سچائی کی نصیحت کرنا ضروری قرار دیا ہے اور مسلمانوں کا یہ فرض بتایا ہے کہ وہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی تاریکی سے نکلانے کی جدوجہد کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے خطرات سے بے پروا ہو کر پیام الہی لوگوں تک پہنچائیے اور اگر ایسا نہ کیا تو رسالت کا فرض انجام نہیں دیا۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ۔ وَانْ لَّکُمْ تَفْعَلُ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۗ وَاللّٰهُ یَخَصِّمُکَ مِنَ النَّاسِ (سورہ مائدہ ع ۱۰)

اس کے بعد اس فریضہ تبلیغ کی وسعت کی بحث ہے۔ پیغام الہی سچائی کا ایک

اس کی وسعت | بتنا چشمہ ہے جو آہستہ آہستہ قدرتی رفتار سے پہلے اپنے قریب کی زمین کو

پھر آگے کو، پھر اس سے آگے کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے کنارے تک پہنچ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تبلیغ کا حکم اسی تدریج کے ساتھ ہوا۔ سب سے پہلے خاص اپنے گھر اور خاندان کے لوگوں کو سمجھانے کا حکم ہوا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (شعراء ع ۱۱) اور اپنے سب سے نزدیک کے اہل خاندان کو آگاہ و بشیار کر ۚ اس کے بعد دائرہ بڑھ کر شہر مکہ اور اس کے اطراف کی آبادیوں تک پہنچتا ہے۔ لَتُنْذِرَ اَیُّهَا النَّاسُ وَفَوْقَ حَوْلِہَا (شوری ع ۱) تاکہ تو مکہ اور جو اس کے آس پاس (کے بدوی) ہیں ان کو آگاہ و بشیار کرے۔ اب تبلیغ کا دائرہ اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور ہر زندہ روح یعنی سمجھ بوجھ احساس و عقل وغیرہ حقیقی زندگی کی علامتیں جس میں موجود ہوں اس کی مخاطب ہوتی ہے۔ اِنْ صُوِّرَ اِلَّا ذِکْرًا وَّ قُرْآنًا مُّبِیْنًا لِّتُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا (یس ع ۵) یہ قرآن تو صرف ایک نصیحت



اور صاف صاف خدا کا کلام ہے تاکہ وہ اس کو ہشیار کرے جو زندہ ہے۔ پھر جس تک بھی وہ آواز پہنچ جائے سب اس کا مخاطب ہے۔ لَاتَذِکُّم بِهِ وَمَنْ بَلَغْ (الانعام ع ۲) تاکہ میں تمہیں آگاہ و ہشیار کر دوں اور ان کو جن تک میری یہ آگاہ و ہشیار کرنے والی آواز پہنچے۔ پھر تمام انسانوں تک اس کی وسعت ہوتی ہے۔ هَذَا بَلَّغُ لِبَشَرٍ (ابراہیم ع ۷) یہ قرآن تمام انسانوں کے لیے پیغام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ اور ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ہشیار کرنے والا بنا کر بھیجا۔ آپ کو حکم ہوا کہ تمام انسانوں کو خطاب کر کے یہ اعلان فرمادیں۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف ع ۲۰) اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں۔ اس سے زیادہ یہ ہے کہ تمام کائنات آپ کی دعوت و تبلیغ کے دائرہ میں داخل ہے۔ فرمایا تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُورْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۚ النَّاسُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (الفرقان ع ۱) برکت والا ہے وہ خدا جس نے حق اور باطل میں امتیاز بتانے والی کتاب اپنے بندہ (محمد) پر نازل کی تاکہ وہ دنیا جہاں کے ہشیار و آگاہ کرنے والا ہو۔ وہ خدا جس کی ملکیت میں آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس تبلیغ و دعوت کی وسعت اور اس میں کامیابی کی خوشخبری عین اس وقت دے دی گئی تھی جب مسلمانوں کے دلوں میں ایک قسم کی مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ چنانچہ آیت ذیل نازل ہوئی: اِنَّ هُوَ الَّذِي كَرَّمَ الْعٰلَمِيْنَ وَتَعْلَمَنَنْ نَبَاہٖۤ اٰۤبَعْدَ حِيْنٍ (ص - ۵۷)۔ یہ قرآن دنیا کے لیے نصیحت ہے اور تم ایک زمانہ کے بعد اس کی خبر جان لو گے۔ انبیاء اور بانیان مذاہب کے عملی نمونوں اور مثالوں کی تلاش اور جستجو کرو تو یہ حقیقت اور زیادہ واضح ہو جائے گی کہ اسلام کے سما اور جو مذہب تبلیغی سمجھے جاتے ہیں وہ حقیقت میں تبلیغی نہیں۔ خود بدھ نے ہندوؤں کے علاوہ کسی کو اپنی نجات کا راستہ نہیں بتایا اور نہ اس کا حکم دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسرائیل کے علاوہ کسی دوسری قوم کو نہ اپنا دغٹ سنایا اور نہ ان کو اپنا مخاطب بنایا اور نہ ان میں سے کسی کو اپنا شاگرد کیا۔ نہ کسی دوسری قوم میں اپنی زندگی میں اپنا داعط اور مبلغ بھیجا۔ حالانکہ فلسطین میں رومیوں اور یونانیوں کی بڑی جماعت موجود تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں رہ کر کہہ اور اس کے آس پاس لوگوں کو بیدار و ہشیار کیا۔ حج کے موسم میں عرب کے ایک ایک قبیلہ کے پاس جا کر حق کا پیغام پہنچایا اور اسی زمانہ میں مین اور حبشہ تک آپ کی آواز پہنچ گئی اور لوگ تلاش حق



## نذرانہ عقیدت

عقیدہ اسلامی

جس دل کو مصطفیٰ کی محبت، نصیب ہے  
رحمتِ خدائے پاک کی اُس کے قریب ہے

پروانہ وار اُن پہ صحابہٴ نثار ہیں  
قربانیوں کی داستاں کتنی عجیب ہے

انجسم ہیں آسمانِ ہدایت کے وہ تمام  
شانِ صحابہٴ رضیٰ اصل میں شانِ حبیب ہے  
عشقِ نبیؐ سے دولتِ کونین مل گئی  
قدسی کساں ہیں یہ تو گدا کا نصیب ہے

ذکرِ صحابہٴ رضیٰ رات دن کرتا ہے قمر  
اعزاز کی یہ بارت ہے ان کا خطیب ہے

قمرِ حجازی کی کتابِ شانِ صحابہؓ سے متاثر ہو کر لکھی گئی

کے لیے آپ کے پاس آئے۔ مدینہ منورہ آئے تو قریش کو برسوں تک دوسرے قبیلوں تک اسلام کے پہنچنے میں سدا رہے پھر کبھی مبلغ اور داعی بھیج کر قبیلوں تک آواز پہنچائی گئی اور بالآخر قریش کے خلاف اس لیے تلوار اٹھائی گئی کہ اسلام کو تبلیغ کی پُر امن آزادی ملے۔ چھ برس کے جنگ و جدل کے بعد مدینہ میں قریش نے اسلام کے اس مطالبے کو تسلیم کیا اور تبلیغ کی آزادی عطا کی۔ قرآن نے اسلام کی اس جانی فتح کو فتحِ مبین قرار دیا اور ﴿لَا تَنْفَخُوا لَهَا فَتْحًا بَلْ بَيْنَا نَازِلٌ﴾ (صحیح مسلم باب صلح المدینہ) اس کے بعد ہی عرب اور بیرون عرب میں اسلام کے داعی نط۔ تا مد اور مبلغ بھیجے گئے اور دنیا کے امراء اور سلاطین کو دعوتِ اسلام کے خطوط لکھے گئے اور عربوں کے علاوہ دلم۔ ایران۔ حبش اور روم کے طالب آئے اور فیضانِ حق سے سیراب ہوئے۔ مشرکین عرب، یہود، عیسائی اور پارسی سب نے آپ کے زمانہ ہی میں آپ کے نور سے روشنی حاصل کی لیکن لغزشِ تبلیغ کی فرضیت و اجمیت سے بھی زیادہ اور اہم چیز تبلیغ کے اصول میں الخ (سیرت النبی جلد چہارم)

(جاری ہے)



# نَعْتِ مُصْطَفٰی ﷺ

جنابِ انجم نیاری

تیرا اک اک نقشِ طیبِ عرش پر محفوظ ہے  
جس نے پایا تھا اندھیروں میں اجالوں کا مزاج  
آج تک پہنچا نہیں انساں کوئی اس کجِ قریب  
جس کو سینچا تھا محبت سے ترے اصحاب نے  
مٹ گئے اس کو مٹانے والے اپنے آپ ہی  
وہ زمیں وہ آسمان وہ رگزر محفوظ ہے  
توڑ کے دامن میں اب تک نہ نظر محفوظ ہے  
آج تک معراج کی شب کا سفر محفوظ ہے  
اندھیوں کے شور و شر میں وہ شجر محفوظ ہے  
تیرا گھر، تیری زمیں تیرا نگر محفوظ ہے

میرے ہونٹوں پہ رہے گا تیرا ہی اسمِ عظیم  
جب تلک میرے بدن پر میرا سر محفوظ ہے

دنیا میں اور بھی ہیں مگر آپ آپ ہیں  
چمکی ہے جس طرف بھی تقدس کی روشنی  
اک سے ہے ایک بڑھ کے بڑا کائنات میں  
کتنے ہیں جن کی راہ میں شفق رنگِ بدلیاں  
یوں تو کسی ہیں جن کے حسیں لمس کے لیے  
پلیں کبھی ہوتی ہیں مگر آپ آپ ہیں  
معصوم تو کئی ہیں مگر آپ آپ ہیں  
نظریں ادھر اٹھی ہیں مگر آپ آپ ہیں  
سارے بنی بنی ہیں مگر آپ آپ ہیں  
بے ساختہ جھکی ہیں مگر آپ آپ ہیں

جہرا کی ادٹ میں کونین کے درکھولنے والا  
گلابوں سے کیس بڑھ کر معطر جسم کا مالک  
کڑے سے بھی کڑے وقوف میں گھبراہٹیں گزرتی  
وہ پہلی جہت میں پہنچا تھا گھر سے عرش تک انجم  
ہستیہلی پر زمین و آسمان کو تو لے لے والا  
فرشتوں سے فرشتوں کی زباں میں بولنے والا  
وہ انسانوں کے دل میں نور کا رس گھولنے والا  
کسی بھی آزمائش میں کبھی نہ ڈولنے والا



# محبت نبویؐ / فضائل صحابہ کرامؓ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری

علماء نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی مختلف علامات لکھی ہیں۔ قاضی عیاضؒ (محدث) فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز کو محبوب رکھتا ہے اس کو ماسویٰ پر ترجیح دیتا ہے۔ یہی معنی محبت کے ہیں در نہ محبت نہیں محض دعویٰ محبت ہے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامات میں سب سے مہتمم باطن یہ ہے کہ آپؐ کا اقتداء کرے، آپؐ کے طریقہ کو اختیار کرے اور آپؐ کے اقوال و افعال کی پیروی کرے۔ آپؐ کے احکامات کی بجا آوری کرے اور آپؐ نے جن چیزوں سے روک دیا ہے ان سے پرہیز کرے۔ خوشی میں۔ رنج میں۔ تنگی میں۔ وسعت میں ہر حال میں آپؐ کے طریقے پر چلے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي  
يُحِبِّكُمْ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ  
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ: آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں بڑے رحم والے ہیں۔

ایک ضروری تنبیہ | اس آزادی کے زمانے میں جہاں ہم مسلمانوں میں دین کے اور بہت سے

امور میں کوتاہی اور آزادی کا رنگ ہے وہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی حق شناسی اور ان کے ادب و احترام میں بھی حد سے زیادہ کوتاہی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بعض دین سے بے پرواہ لوگ تو ان کی شان میں گستاخی تک کرنے لگتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی بنیاد ہیں۔ دین کے اوّل پھیلانے والے ہیں۔ ان کے حقوق سے ہم لوگ مرتے دم تک بھی عمدہ برائیاں نہیں ہو سکتے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے



فصل سے ان پاک نفوس پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائیں کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نبی حاصل کیا اور ہم لوگوں تک پہنچایا اس لیے اس خاتمہ میں قاضی عیاضؒ کی شفاء کی ایک فصل کا مختصر ترجمہ جو اس کے مناسب ہے درج کرتا ہوں اور اسی پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں داخل ہے حضور کے صحابہ کا اعزاز و اکرام کرنا اور ان کے حق کو پہچانا اور ان کا اتباع کرنا اور ان کی تعریف کرنا اور ان کے لیے استغفار اور دعائے مغفرت کرنا اور ان کے آپس کے اختلاف میں لب کشائی نہ کرنا اور مورخین، شیعہ، بدعتی اور جاہل راویوں کی ان خبروں سے اعراض کرنا جو ان حضرات کی شان میں نقص پیدا کرنے والی ہوں اور اس نوع کی کوئی روایت اگر سننے میں آئے تو اس کی کوئی اچھی تاویل کرے اور کوئی اچھا محل تجویز کرے کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور ان حضرات کو بُرائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کی خوبیاں اور ان کے فضائل بیان کیا کرے اور عیب کی باتوں سے سکوت کرے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر کرو (یعنی برا ذکر) تو سکوت کیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل قرآن شریف اور احادیث میں بکثرت وارد ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

(ترجمہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان اور اے محمد تو ان کو دیکھیے گا کہ کبھی رکوع کرنے والے ہیں کبھی سجدہ کرنے والے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی عبدیت کے آثار بوجہ تاثیر ان کے سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف تورات میں ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یہ ذکر کی ہے کہ جیسے کھیتی کر اس نے اڈل اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اپنی سوئی کو قوی کیا (یعنی وہ کھیتی موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ  
أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ  
تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا  
مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي  
وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ  
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي  
الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَاؤهٗ فَآزَرَهُ  
فَأَنْتَفَخَتْ فَاِئْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ  
يُعِيبُ الزَّرْعَ يُغَيِّظُ بِهِمُ الْكُفَّارَ  
وَمَعَ اللَّهِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرًا



عَظِيمًا (سورة الفتح آخری رکعت)

ہوئی کہ کسانوں کو بھی بھلی معلوم ہونے لگی (اسی طرح صحابہؓ میں اول ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو اس لیے یہ نشوونما دیا) تاکہ ان کافروں کو حسد میں جلاوے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

یہ ترجمہ اس صورت میں ہے کہ ترواة برآیت ہو اور آیت کے فرق سے ترجمہ میں بھی فرق ہو جائے گا جو تفاسیر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ  
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ  
فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ  
فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا  
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

(ترجمہ) تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے (جو کہ آپ کے ہمسفر ہیں) خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص اور عزم) تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں

اطمینان پیدا کر دیا تھا اور ان کو ایک لگتے ہوئے فتح بھی دے دی (مراد اس سے فتح خیبر ہے

جو اس کے قریب ہی ہوئی) اور بہت سی غنیمتیں بھی دیں اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ ہی وہ بیعت ہے جس کو بیعت الشجرہ کہا جاتا ہے۔ صحابہؓ کے بارے میں ایک جگہ ارشاد خداوندی

ہے۔ رجال صدقوا ما عاهدوا الله

عليه فمنهم من قضى نحبه

ومنهم من ينتظروا ما بدلوا

تبدیلًا۔

کے مشتاق و منتظر ہیں (ابھی شہید نہیں ہوئے) اور اپنے ارادہ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ

الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ وَالَّذِينَ

اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں سب

امت سے) مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے

ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی



ورضوا عنده واعد لهم جنت  
تجری تحتها الانهار غلديت  
فیها ابدًا ذلک الفوز العظیم۔

(پ ۱۱ سورۃ التوبہ)

ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ  
نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جس کے  
نیچے نہریں جاری ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ  
رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے صحابہؓ کی تعریف اور ان سے خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی طرح  
احادیث میں بھی بہت کثرت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ  
میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کا اقتداء کیا کرو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں  
جس کا اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ "محدثین کو اس حدیث میں کلام ہے اور اسی وجہ سے قاضی عیاضؒ  
پر اس کے ذکر کرنے میں اعتراض ہے مگر ملا علی قاری (حقی محدث) نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ تعدد طرق  
کی وجہ سے ان کے نزدیک قابل اعتبار ہو یا فضائل میں ہونے کی وجہ سے ذکر کیا ہو (کیونکہ فضائل میں معمولی  
ضعف کی روایتیں ذکر کر دی جاتی ہیں)۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے  
صحابہؓ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے اچھا نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا  
یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ سے میرے صحابہؓ کے بارے میں ڈرو۔ ان کو ملاست کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو شخص ان  
سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے  
وہ میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔ جو شخص ان کو اذیت دے اس نے مجھ کو اذیت دی اور  
جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جو شخص اللہ کو اذیت دیتا ہے قریب ہے  
کہ پکڑ میں آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرے صحابہؓ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ اگر تم میں  
سے کوئی شخص احد کے پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے صحابہؓ کے ایک مُد یا آدھے  
مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص صحابہؓ کو گالیاں دے  
اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ اس کا فرض مقبول ہے نہ نفل۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کے علاوہ تمام مخلوق میں سے میرے صحابہؓ  
کو چھانٹا ہے اور ان میں سے چار کو ماز کیا ہے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ ان کو میرے سب صحابہ  
سے افضل قرار دیا۔ ایوب سمعیانی کہتے ہیں کہ جس شخص نے ابوبکرؓ سے محبت کی اس نے دین کو سچا کیا



اور جس نے عمرؓ سے محبت کی اس نے دین کے دامن راستے کو پایا اور جس نے عثمانؓ سے محبت کی وہ اللہ کے  
 نور کے ساتھ منور ہوا اور جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے دین کی مضبوط رسی کو کھپایا۔ جو صحابہؓ کی تعریف  
 کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہے اور جو صحابہؓ کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی، منافق، سنت کا مخالف  
 ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو یہاں تک کہ ان سب کو محبوب رکھے اور ان کی طرف  
 سے دل صاف ہو۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! میں ابوبکرؓ سے خوش  
 ہوں تم لوگ ان کا مرتبہ پہچانو۔ میں عمرؓ سے، عثمانؓ سے، علیؓ سے، طلحہؓ سے، زبیرؓ سے، سعدؓ سے، سعیدؓ سے،  
 عبدالرحمن بن عوفؓ سے، ابوعبیدہؓ سے خوش ہوں تم لوگ ان کا مرتبہ پہچانو۔ اے لوگو! اللہ جلّ شانہ  
 نے بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کی اور حدیبیہ کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کی مغفرت  
 فرمادی۔ تم میرے صحابہ کے بارے میں میری رعایت کیا کرو اور ان لوگوں کے بارے میں جن کی بیٹیاں  
 میرے نکاح میں ہیں یا میری بیٹیاں ان کے نکاح میں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قیامت میں تم سے کسی  
 قسم کے ظلم کا مطالبہ کریں کہ وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ میرے صحابہ اور میرے  
 دامادوں میں رعایت کیا کرو۔ جو شخص ان کے بارے میں میری رعایت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ دنیا  
 اور آخرت میں اس کی حفاظت فرمائیں گے اور جو ان کے بارے میں میری رعایت نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس  
 سے بری ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہیں کیا بعید ہے کہ کسی گرفت میں آجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ  
 بھی نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت کرے گا میں قیامت کے دن اس کا محافظ ہوں گا۔  
 ایک جگہ ارشاد ہے کہ جو میرے صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت رکھے گا وہ میرے حوض کوثر پر پہنچ سکے گا اور جو  
 ان کے بارے میں میری رعایت نہ کرے گا وہ میرے پاس حوض تک نہیں پہنچ سکے گا اور مجھے دور ہی سے  
 دیکھے گا۔ سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص حضورؐ کے صحابہؓ کی تعظیم نہ کرے وہ حضورؐ پر ایمان نہیں لایا۔  
 اللہ جلّ شانہ اپنے لطف و فضل سے اپنی گرفت سے اور اپنے محبوب کے عتاب سے مجھ کو اور میرے دوستوں  
 کو اور میرے محسنوں کو اور ملنے والوں کو، میرے مشائخ کو میرے تلامذہ کو اور سب مومنین کو محفوظ رکھے اور  
 ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔  
 وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام الاکملان الاکملان علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین  
 الطاہرین وعلی اتباعہ واتباعہم حملة الدین المتین۔ (مانعہ از حکایت صحابہؓ)



ابن طفیل روایت کرتے ہیں: میں بچہ تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور قریب آکر کھڑی ہو گئی۔ آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون تھی؟ جواب ملا۔ اس کی ماں نے سر کا رد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خلق کوئی بھی نہ تھا جب آپ کے صحابہ میں سے یا اہل بیت میں سے کوئی آپ کو پکارتا تو اس کے جواب میں آپ فرماتے۔ لبیک۔

## مجلس علمی و تحقیقی پاکستان کا گیارہواں سالانہ

۱۹ ۲۰ ۲۱ بیع الاولیٰ سالہ

جامعہ اترینہ  
فیروز پور روڈ  
لاہور میں منعقد  
ہوگا انشاء اللہ

بروز  
جمعہ ۰۵ ہفتہ  
اوتار

سابق  
۲۰  
۲۱  
۲۲

اکتوبر / ۱۹۸۹ء

## جلسات علماء کرام و شلخ عظام تشریف لائیں گے

خود بھی شرکت فرمائیں اور انتخابات کو بھی ہمنام لائیں

نوٹ:

اجتماع کی آخری نشست میں پاکستان کی عظیم الشان سنی درس گاہ جامعہ اترینہ فیروز پور کے فارغین طلبہ کی دستار بندی بھی ہوگی

اساتذہ و آلہ حضرات



ریلوے سٹیشن سے بس — نمبر ۱۱۳ — اور دہلی نمبر ۱۲ — نمبر ۳۳ سے تشریف لائیں

محاسن صیانتہ السامینہ پاکستان لاہور

۲۹/۱۰/۸۹

نوٹ: ۱۔ بعد از عصر حضرت تھانوی کے سلسلہ کے خلفاء کی مجلس کا اہتمام ہوگا



## نعتِ مسرور کوئین

بے چین رجپوری (بدایونی)  
 طلستوں کو حضورؐ نے اُجال دیا  
 تیرہ بزمِ اُناس کو جمال دیا  
 تھے جو صحرائِ پاتھکوں سے خاثر  
 آپؐ نے ان کو خوشگوار حال دیا  
 معصیت کی مٹی نوگری کہ جن کو انہیں  
 ربِّ اکبر کے آگے اتہمال دیا  
 دُور بے سنگمی ہوئی حضورؐ نے جب  
 ذہن و افکارِ عام کو سنبھال دیا  
 حق و باطل کا تھانہ امتیاز جنہیں  
 علم و فرزان کا انہیں کمال دیا  
 جابر دلی کی گرفت سخت آپؐ نے کی  
 زعم ہر چہرہ دست کا نکال دیا  
 زندگی میں تھے جن کے زخم تھے ہوئے  
 فخرِ آدم نے ان کو اندال سے دیا  
 ٹھوس تعمیرِ زلیست کا، جس سے عمل  
 مصطفیٰؐ نے وہ عذروہ سگال دیا  
 جنسِ آدم نہ پاسکی تھی جس کو کبھی  
 جادہ ارتقا میں وہ مجال دیا  
 از روئے شفقت و تکرّات و عطا  
 مصطفیٰؐ نے بشر کو کر نہال دیا  
 واہ! بچپن! واہ! مصطفیٰؐ کا کرم!  
 کیسا! بہبودیوں کا اعتماد دیا!



میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو  
 فروغ دیں

ماہنامہ حق چار یار لاہور  
 کے

### اشتہارات کا نرخنامہ

- سرورق کا آخری صفحہ --- -/۱۴۰۰  
 سرورق کا اندرونی آخری صفحہ --- -/۸۰۰  
 اندرونی پورا صفحہ --- -/۶۰۰  
 اندرونی نصف صفحہ --- -/۳۰۰  
 اندرونی چوتھائی صفحہ --- -/۱۵۰

ادارہ ماہنامہ حق چار یار لاہور

مدینہ بازار ذیلدار روڈ

اچھرہ  
 لاہور

فون --- ۴۱۶۱۰۴



# رسول مقبول ﷺ کی مقبولیت

## حکائیاتِ عالم کی شہادتیں

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ربانی دارالعلوم کراچی

نہ من براں گل عارض غزل سرائی  
کہ غلیب تو از ہر طرف بزار انس

سرور کائنات فخر موجودات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت اور فوق العادات اخلاق و اعمال - آپ کا صدق و اخلاص - امانت و دیانت - حقانیت و ربانیت - ان چیزوں میں جس کو عقل و بصیرت کا کوئی حصہ ملا ہے وہ اس کے روشن آفتاب سے نظر نہیں چڑا سکتا - یہی وجہ ہے کہ دنیا کے عقلاء و حکماء - عوام و خواص سب ہی نے آپ کے قدموں میں پناہ لی ہے - ہر قوم و جماعت کے اعلیٰ طبقہ نے آپ کی حقانیت کی شہادت و اقرار اور آپ کی غلامی کے اختیار کو مایہ افتخار سمجھا ہے جس سے تاریخِ عالم کے صفحات بربز ہیں - لیکن ان میں ممکن ہے کہ شیر چشم مخالفین یہ کہہ دیں کہ ان کی رائے کی غلطی ہے - ہم تسلیم نہیں کرتے مگر حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور حقانیت کی شہادتیں فقط انہیں عقلاء اور افرادِ انسانی پر منحصر نہیں رکھیں بلکہ بہت سی ایسی چیزوں سے اس کی شہادتیں عالمِ انسان پر واضح فرمادی ہیں جن کو انسان غیر شعور اور لاعقل کہتا ہے - یہ شہادات و حقیقت عالمِ غیب کی شہادتیں ہیں - ان کو رائے کی غلطی کہہ کر نہیں جھٹلایا جاسکتا - اس وقت اس مضمون میں انہیں شہادات کے چند نمونے نقل کیے جاتے ہیں -



تنبیہ | یہ واقعات تاریخ و سیر کی معتبر کتابوں سے منقول ہیں۔ اخباری افسانے نہیں۔  
ایسے ثقہ لوگوں کی روایات ہیں کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے تو گزشتہ زمانے کی تاریخ و واقعات ماضیہ کے صحیح ماننے کا پھر کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔

الائت گمراہی (بُتوں) کی زبان پر کلمہ اسلام | بُت حمایت کریں سپائی کی  
شان ہے تیری کبرائی کی

### حضرت عباس بن مرواس کے اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت عباس بن مرواس رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب کے عام لوگوں کی طرح یہ بھی بُت پرستی میں مبتلا تھے۔ ان کا ایک مخصوص بُت تھا جس کا نام ضمار پکارا جاتا تھا اور یہ ان کا خاندانی اور جدی معبود تھا۔ ان کے والد مرواس جب مرنے لگے تو اپنے صاحبزادہ عباس کو وصیت کی کہ بٹیا ہمیشہ ضمار کی پرستش (پوجا) کرتے رہنا۔ اس میں غفلت نہ ہو کیونکہ ہمارے نفع و نقصان کا وہی مالک ہے۔ عباس اپنے والد کی وصیت کے مطابق اس کی پوجا کرنے لگے۔ ایک روز حب عادت اس کی پرستش میں موجود تھے کہ یکایک ضمار کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ کان لگایا تو یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

مَنْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ نُسْلِهِمْ كُلِّهَا      از دی ضمار و عاشق اهل المسجد

اب نبی سلیم کے قبائل کا کون مددگار ہوگا۔ ضمار ہلاک ہو چکا اور اہل مسجد باقی ہے

إِنَّ النَّاسَ وَرَثَةُ النُّبُوَّةِ وَالْهَدْيُ      بعد بن مریم من قریش مہند

بے شک ہدایت پر وہ ذات مقدس ہے جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت و ہدایت کی وارث ہوئی ہے۔

از دی ضمار کان یعبد مدد      قبل الکتاب الی النبی محمد

ضمار کی حکومت ختم ہوئی حالانکہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل ہونے سے پہلے ایک

مدت تک اس کی پرستش ہوتی رہی۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس حیرت انگیز واقعہ نے میرے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا دلولہ پیدا کر دیا۔ میں نے اپنی قوم بنی حارثہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ کا قصد کیا۔



مدینہ پہنچ کر جب ہم مسجد نبوی

میں داخل ہوئے تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دُور

سے دیکھتے ہوئے قسم فرمایا

اور ارشاد فرمایا کہ عباس!

تم مسلمان ہونے کے لیے

کیسے آگئے۔ میں نے سارا

قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ

### نصرت الہی

ہجرت کے ۲۵ ویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ اور عمارب کی ایک جماعت نے آپ کے معاشرے کا قصہ کیا ہے۔ دعوثر بن الحارث اس جماعت کا سرغنہ تھا۔ حضور چار سو پاس مسلمانوں کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلے۔ وہ لوگ پہاڑوں میں چھپ گئے۔ حضور اور آپ کے اصحاب بارش سے بھیگ گئے۔ آپ نے اپنے کپڑے اتار کر خشک ہونے کو ایک درخت پر پھیلا دیے اور خود ایک کروٹ لیٹ گئے۔ دشمنوں کا سرغنہ دعوثر اس اثنا میں تلوار اٹھائے آپ کے سر ہانے آکھڑا ہوا۔ تجھنے لگا: "آج تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟" آپ نے فرمایا: "اللہ! اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھالی اور فرمایا: "اب مجھے مجھ سے کون بچائے گا؟" اس نے کہا: "کوئی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔" وہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور انھیں بھی اسلام کی دعوت دی۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "اسے ایمان دالو اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو۔ جب ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان کا ہاتھ روک دیا۔"

(ابن سعد)

صحیح کہتے ہو۔ اس کے بعد ہی میں اور میری ساری قوم مشرف باسلام ہو گئی۔ (سیر حلبیہ ج اول ص ۱۹۳)

### حضرت مازن بن عفونہ کا اسلام لانے کا حیرت انگیز واقعہ

حضرت مازن بن عفونہ ایک بلند پایہ صحابی ہیں۔ وہ اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ عمان کے قریب ایک بستی سمائل کے نام سے مشہور تھی۔ وہاں ایک مشہور بُت تھا جس کو "بادر" کہا جاتا تھا۔ میں بھی اس کی پوجا کے لیے جایا کرتا تھا۔ ایک روز میں وہاں پہنچا اور اس کے پاس جا کر ایک بکرا بطور نذر کے ذبح کیا۔ میں ابھی اس سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ اچانک بُت کے اندر سے آواز آئی: "سُناگیا تو یہ کلمات کہ راتھا

إِسمع تسرّ - ظہر خیر و بطن شرّ - بُعث نبی من مضر - بدین الکبو

ندع - نعیثا من حجر - تسلم من حرّ سقر

(سنو۔ خوش ہو گے۔ ایک خیر غلیم ظاہر ہو گئی اور شر چھپ گیا۔ قبیلہ مضر میں سے ایک نبی

اللہ تعالیٰ کے سچے دین کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ سواب پتھر کے تراشے ہوئے بُت کو چھوڑ دو

کہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہو۔)

حضرت مازن فرماتے ہیں کہ اس حیرت انگیز آواز سے میں تعجب میں ضرور پڑ گیا مگر میں نے اپنے

آباء دین کو ترک نہ کیا اور برابر اس بُت کی پرستش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پھر ایک روز میں نے اس کے

نذرانہ کے لیے ایک بکرا ذبح کیا تو پھر اس کے اندر سے آواز پیدا ہوئی: "سُنا تو یہ جز کے شعر پڑھ رہا تھا۔"



أَقْبِلْ إِلَيَّ أَقْبِلْ - تَسْمَعُ مَا لَا تَجْعَلُ - هَذَا نَبِيُّ مَرْسَلٍ - جَاءَ بِحَقِّ مُنْزَلٍ  
(میری طرف اچھی طرح متوجہ ہو جاؤ تاکہ وہ بات سنو جس کو تم جبل کی بات نہ کہہ سکو گے۔ یہ نبی مرسل  
ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ دین حق لے کر آئے ہیں)

أَمِنْ بِهِ كَيْ تَعْدِلَ - مَنْ حَرَّارٌ تَشْعَلُ - وَقُوْدُهُ بِالْجَنَدِ ل

(تم ان پر ایمان لاؤ تاکہ جہنم کی دہکتی آگ سے نجات پاؤ جس کے انگارے پتھر کے ہیں)  
حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ اب تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور میں نے سمجھ لیا کہ حق تعالیٰ مجھے کسی  
صحیح راستہ کی طرف ہدایت کرنا چاہتے ہیں۔ اتفاقاً انہی آیات میں ایک شخص اہل مجاز میں سے ہماری بستی میں پہنچ  
گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اپنے اطراف کی خبریں سناؤ۔ اس نے نقل کیا کہ ہمارے بلاد میں ایک شخص پیدا  
ہوا ہے جس کا نام احمد ہے۔ جو کوئی اس کے پاس جاتا ہے اس سے کتا ہے اَجِيبُوا دَاعِيَ اللّٰهِ یعنی  
خدا کے داعی کی بات مانو۔ حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ جو کلمات میرے کان میں خرق عادت کے  
طور پر ڈالے گئے ان کا مصداق یہی شخص ہے۔ میں اٹھا اور پہلے اس بت کو توڑ ڈالا اور سواری کر کے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حق تعالیٰ نے اسلام کی حقانیت پر میرا شرح صدر اور اطمینان کامل  
کر دیا۔ میں مشرف باسلام ہو گیا اور یہ اشعار اسی وقت کہے

كَسْرَتْ بَادِئًا وَكَانَ لَنَا رَبًّا نَطُوفُ بِهِ ضَلَابًا تَضَلَّلًا

(میں نے بادرنامی بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے حالانکہ پہلے وہ ہمارا معبود تھا۔ ہم گمراہی درگمراہی  
کی وجہ سے اس کا طواف کیا کرتے تھے)۔

بِالْهَاشِمِيِّ هَدَانَا مِنْ ضَلَالَتِنَا وَلَمْ يَكُنْ دِينُهُ ثِيَابًا عَلَيَّ بِالْ

احق تعالیٰ نے مجھے بنی ہاشمی کے ذریعہ میری گمراہی سے نجات دی حالانکہ ان کا مذہب کبھی میرے  
خیال میں بھی نہیں آیا تھا۔

### صحبت نبوی کا یکساوی اثر ضرب مازن کے اخلاق و اعمال پر

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ مشرف باسلام ہوتے ہی مجھے اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کی فکر ہوئی اور عرفی  
حیاء کو بالائے طاق رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں تین سخت گناہوں کا عادی ہوں۔ ایک  
گانا بجانا۔ دوسرے شراب خوری۔ تیسرے فاحشہ عورتوں سے تعلق۔ آپ حق تعالیٰ سے دُعا فرما دیجئے کہ



بُری خصلتیں مجھ سے چھوٹ جائیں۔ مجھ میں سچی حیا اور عفت پیدا ہو جائے اور میرے کوئی لڑکا پیدا ہو جائے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! ان کو گانے بجانے کے بجائے تلاوتِ قرآن کی اور حرام کے بجائے حلال کی اور شراب کے بجائے ایک شربت کی عادت ڈال دے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور ان کو زنا کے بجائے عفت کی توفیق دے اور ولد صالح عطا فرما۔

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ اس دعا کی مقبریت چند ہی روز میں میں نے آنکھوں سے دیکھ لی کہ میں نے نصف قرآن حفظ کر لیا اور یہ تمام ناپاک عادتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ ہماری بستی قحط زدہ تھی سرسبز ہو گئی اور بس نے چار عورتوں سے نکاح کیا اور حق تعالیٰ نے مجھے حیا (جیسا صالح) لڑکا عطا فرمایا۔ اس کی خوشی میں حضرت مازن نے ایک قصیدہ لکھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

ایلیٰ رسول اللہ کنت مطیتی تجوب الغیابی من عمان الی العرج

یا رسول اللہ! میری سواری نے آپ ہی کی طرف اس طرح مشتاقانہ رُخ کیا کہ عمان سے عرج تک جگہوں کو قطع کرتی ہوئی چلی آئی۔

لِشَفْعِ لِي يَا خَيْرَ مَرْطُطِي الْعَصَا فَيَغْفِرُ لِي ذَنْبِي وَارْجِعْ بِالْفَلَاحِ

سب زمین پر چلنے والوں میں بہترین ہستی تاکہ آپ میری شفاعت فرمائیں تو میرے گناہ معاف ہو جائیں اور میں کامیابی کے ساتھ واپس ہوں۔

اَلْمِی مَعَشَرَ خَالَفَتْ فِي اللّٰهِ دِيْنَهُمْ وَلَا رَاٰیْهُمْ رَاٰی وَلَا شَرْجَهُمْ شَرْجِی

ایک ایسی قوم کی طرف کہ میں نے محض اللہ کے لیے ان کے مذہب کی مخالفت اختیار کر لی ہے اور اب نہ میری رائے ان کے موافق ہے اور نہ میرا طریقہ ان کے طریقہ کے مطابق

وَكُنْتُ اَمْدًا بَابِ هَدْوِ الْخَمْرِ مَوْلَا شَبَابِی حَتّٰی اَذِنَ الْجِسْمُ بِالنَّهْجِ

اور میں تمام زمانہ شباب میں زنا و شراب کا سخت عادی اور حرص آدمی تھا یہاں تک کہ جسم بالکل لاغر اور ضعیف ہو گیا۔

فَبَدَّلْنِي بِالْخَمْرِ خَوْفًا وَخَشْيَةً وَبِالْهَرَمِ احْصَانًا فَحَصَّنْ لِي غَرْمِی

مجھے اللہ تعالیٰ نے شراب کے بجائے خوف و خشیت اور زنا کاری کے بجائے عفت فرج عطا فرمائی۔



فَاصْبِرْ هَيَّ فِي الْجِهَادِ وَنِيَّتِي      فَلِلَّهِ مَا صُومِي وَلِلَّهِ مَا حَبِي

پس میں نے اپنے ارادہ اور نیت کو جہاد میں صرف کر دیا۔ پس اللہ ہی کی طرف سے ہے میرا روزہ اور میرا حج۔

حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات عامہ کا عجیب مظہر ہے کہ بت ہدایت کا سبب بن رہے ہیں

عصر پھیلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں

قبیلہ خثعم کا ایک بت | اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے قبیلہ خثعم کا منقول ہے کہ وہ اپنے بت کے پاس پرستش میں مشغول تھے اس کے اندر سے آواز سنی جس میں چند اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف متوجہ کیا گیا تھا۔ (یہ اشعار بوجہ اختصار کے اس جگہ نقل نہیں کیے) یہ لوگ حیرت میں رہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں اور اسلام کیا چیز ہے یہاں تک کہ دو تین ہی روز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور دعوت اسلام کی کیفیت کچھ آنے والوں سے پہنچی۔ یہ لوگ ابتداءً اس واقعہ کو محض دہم و خیال سمجھتے رہے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اسی قسم کی آوازیں اپنے بتوں سے سنتے رہے۔ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کی حقیقت دریافت کی۔ حق تعالیٰ نے ان کا شرح صدر فرمادیا اور سارا قبیلہ بیک وقت داخل اسلام ہو گیا۔

نتائج : خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تماشا دیکھئے کہ وہ بت جو گمراہی کے ٹھیکیدار اور عالم انسان کو گمراہی میں مبتلا کرنے کے مخصوص آلات ہیں اور انھیں اَضَلُّنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ کے مصداق ہیں آج رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کس شان سے استقبال کرتے ہیں کہ خود ہی لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کر رہے ہیں۔ حق یہی ہے کہ مخلوقات کا ہر ذرہ تکوینی مشین کا ایک پرزہ ہے۔ اس کی ہر حرکت و سکون مشین کے چلانے والے کے تابع ہے۔ وہ جس سے جس وقت چاہے جو چاہے کام لے سکتا ہے۔ سچ ہے کہ

ذَرَّةٌ ذَرَّةٌ دَهْرٌ كَادَابِستہ تقدیر ہے      زندگی کے خواب کی جانی یہی تعبیر ہے

یہ واقعات عجیبہ جس طرح حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے عجیب نمونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کے مظاہر ہیں۔ اسی طرح ان شہرہ چشم مفاہین اسلام کے لیے بھی آخری پیغام الہی اور



اتمام حجت میں جو حقانیتِ اسلام پر ہمیشہ پردہ ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں کہ اشاعتِ اسلام بزدلِ تلواری کی گئی ہے۔ وہ آئیں اور عباس بن مرداس اور ان کے قبیلہ سے نیز قبیلہ مازن دختم سے اور قبیلہ عذرہ کے عقلاء سے دریافت کریں کہ ان پر کس نے تلوار چلائی تھی کہ اپنے آبائی مذہب و ملت کو چھوڑ چھاڑ کر بلادِ بعیدہ سے جنگوں اور پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے قبائل کی سیادت و ریاست کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنا سماج سلطنت سمجھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ اشارہ پر اپنی گردنیں کٹوانے کے لیے میدان میں کھڑے نظر آنے لگے۔ اگر یہ لوگ سوال کرنے کی بہت کر جاتیں تو عجب نہیں کہ آج بھی ان بزرگوں کی نثرات سے بزدلانِ حال یہ جواب ملے۔

دروں سینہ من زخم بے نشان زدہ      بحیر تم کہ عجب تیر بے کماں زدہ  
 خراب بادہ لعل تو ہر شیار اند      غلام ز کس مست تو تاجدار اند  
 حضرت صدیق اکبرؓ سے بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ اسلام لانے سے  
 پہلے آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی علامت کا مشاہدہ کیا تھا۔ فرمایا: ہاں میں ایک روز ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کی ایک شاخ نیچے جھکی اور میرے سر سے مل گئی۔ میں تعجب سے اس کو دیکھنے لگا تو اس میں سے ایک آواز آئی۔  
 هذا النبی ینخرج فی وقت کذا وکذا۔ الخ

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں وقت ظاہر ہوں گے۔ آپ سب سے پہلے ان کی تصدیق کی سعادت حاصل کریں۔ (سیرت حلبیہ جلد اول ص ۱۹۸)

### درختوں کے پتوں اور پھولوں پر کلمہ شہادت

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب ہم ہندوستان جہاد کے لیے گئے تو اتفاقاً ایک بن میں گزر ہوا وہاں عجائب قدرت کا ایک نیا تماشہ دیکھا کہ ایک درخت کے سب پتے نہایت سُرخ رنگ کے تھے اور ہر پتے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سفید حروف میں لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح بعض دوسرے حضرات کا بیان ہے کہ ہم ایک جزیرے میں پہنچے۔ وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے ہر پتے پر قلم قدرت نے نہایت واضح اور خوشخط یہ کلمہ تین سطروں میں لکھا ہوا تھا۔ پہلی سطر میں لا الہ الا اللہ اور



دوسری میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ اور تیسری میں اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ النَّبِیِّ (وہو سلام۔ اور بعض حضرات نے بیان کیا کہ ہم ہندوستان میں داخل ہوئے تو ایک گاؤں میں ایک گلاب کا درخت دیکھا جس کے پھول سیاہ رنگ مگر نہایت خوشبودار تھے۔ اس کے پھول کی ہر ٹکڑی پر سفید حرفوں میں لکھا ہوا تھا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق (سیرت حلبیہ ج اول ص ۲۱۲)

یہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے شبہ ہوا کہ یہ کلمہ کسی نے ان پھولوں میں لکھ دیا ہے۔ میں نے بغرض تحقیق اس کے ایک غنچہ ناشگفتہ کو توڑا۔ دیکھا تو اس کے اندر سے بھی پھول کی ہر تپری پر یہی کلمہ صاف لکھا نکلا۔ پھر میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس جہی میں اس قسم کے پھول بکثرت ہیں اور عبرت کی یہ چیز ہے کہ ساری بستی پتھروں کی پرستش میں مبتلا تھی اور ابن مزدق نے شرح بردہ میں اسی قسم کا واقعہ ایک درخت کے پھول کا نقل کیا ہے جس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے

بِرَّاءۃ من الرحمن الرحیم الی جنات النعیم۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اسی طرح بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ ہم نے بلاد ہندوستان میں ایک درخت دیکھا جس کا پھل بادام کے برابر تھا اور اس پر دو جھپکے تھے۔ اوپر کا جھپکا اُتارنے کے بعد اندر سے ایک بزمز تپہ پٹیا ہوا نکلتا تھا جس پر سرخ رنگ میں نہایت خوشخط اور صاف طور پر کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس بستی کے لوگ اس درخت کو مبرا کہتے تھے۔ اگر قحط پڑتا تھا تو اس کے طفیل سے بارش طلب کیا کرتے اور ۸۰۹ میں ایک انگور کا دانہ پایا گیا جس کو بے شمار لوگوں نے دیکھا کہ اس پر قلم قدرت کے واضح لفظوں میں محمد لکھا ہوا تھا۔

اسی طرح ایک شخص نے ایک مچھلی پکڑی جس کے ایک بازو پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے تعظیماً اس کو کپڑے کے قید کرنا پسند نہ کیا اور پھر دریا میں چھوڑ دیا۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک پرندہ جانور آیا جس کی چوہچ میں ایک بادام تھا۔ وہ اس نے مجلس میں ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اٹھایا۔ اس میں ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا جس پر زرد رنگ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

(سیرت حلبیہ جلد اول)

(ماخوذ از شہادت کائنات مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع)



ماہنامہ حق چار یار لاہور

# گڑھ والے لکھتے ہیں



جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب قاسمی مدیر ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند (بھارت)

امید کہ مزاج مبارک بعافیت ہوں گے۔

مجلہ "حق چار یار" کے مسلسل شمارے موصول ہو کر باصرہ نواز ہوئے۔ یہ چاروں شمارے اپنے دقیق مضامین، حسن ترتیب، کتابت و طباعت کی نفاست اور سرورق کی دیدہ زیبی غرضیکہ ہر اعتبار سے نہایت خوب ہیں۔ یوں تو شیعیت کی بنیادی دہشت انگیزی اور جارحیت پر ہے لیکن ایران کے شیعی انقلاب کے بعد سے انہوں نے ایک نیا ہی رخ اختیار کر لیا ہے جس کی وجہ امت کی توجہ مبذول کرانا ایک اہم دینی و ملی فریضہ ہے۔ "حق چار یار" اس فریضہ کی ادائیگی میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے جو ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے۔ ہندوپاک میں میری محدود معلومات میں بھی ایک ماہنامہ ایسا ہے جو مکمل طور پر شیعیت کی ظلمات کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر اسے دن دو دن رات چوگنی ترقیات سے نوازیں اور امت کو اس کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ امید ہے کہ رسالہ ہر ماہ بھیجتے رہیں گے۔ ماہنامہ "دارالعلوم" بطور تبادلہ کے جاری کر دیا گیا ہے۔

جناب مولانا محمد الیاس صاحب فیصل - المدینۃ المنورہ

ماہنامہ "حق چار یار" کے تین شمارے موصول ہوئے۔ ظاہری و معنوی خوبیوں سے مزین اس پاکیزہ ماہنامے کے اجراء پر اپنے تمام اجاب کی طرف سے آپ کو مبارکباد



پیش کرتا ہوں۔ برادرانِ اہل سنت کو چاہیے کہ رسالہ خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں، عمومی لائبریری  
 میں پہنچائیں اور اس کی نشر و اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مقامِ صحابہؓ و پیغامِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نقیب و ترجمان بنائے  
 اور آپ کی مساعی جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

### جناب مولانا مہارار اللہ صاحب مدرار نقشبندی ڈسٹرکٹ خطیب مردان

مجھے موقر ماہنامہ ”حق چار یار“ کے دو شمارے ملے جن کے مطالعے سے مستفید ہوا۔ یہ گرانقدر مجلہ عالم  
 ربانی حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر سرپرستی شائع ہو رہا ہے۔ مجلہ کے  
 نام سے ظاہر ہے کہ اس کا مقصد وحید ہی صحابہ کرام خصوصاً خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور  
 ناموس کا تحفظ ہے۔ دفاعِ صحابہؓ ہر زمانے میں اہلسنت والجماعت کی خصوصی توجہ کا مرکز رہا ہے اور اہلسنت  
 صحابہ کرامؓ کی مدافعت میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں کیونکہ ہمیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور اسی طرح اسلام کی تمام قدیں انہی کے توسط سے پہنچی ہیں اور انہوں نے ہی اسلامی تعلیمات کو بلا کم و  
 کاست ہم تک پہنچایا ہے۔ حضور اقدس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام میں پیدا شدہ فرقوں میں سے  
 صرف ایک فرقے کو نجات یافتہ قرار دیا اور اس کی علامت یہ ارشاد فرمائی کہ  
 ”یہ فرقہ میرے اور میرے اصحابؓ کے نقش قدم پر چلتا ہے“

### ما انا علیہ واصحابی

اور انتِ مسلمہ میں اس فرقے کا نام اہل سنت والجماعت ہے۔

حضرت امام اعظم و اکرم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہلسنت کی نشانی یہ بتائی کہ  
 تفضیل الشیخین و حبب الختین و المسح علی الخنین

یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ اعظمؓ کو افضل جاننا اور حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی  
 حیدر کراچی سے محبت رکھنا اور موزوں پر سح کرنا اہل سنت کی نشانیوں میں سے ہے۔  
 ہمارا عقیدہ ہے کہ — الصعابۃ کلہم عدول۔

تمام صحابہ کرامؓ عادل اور ثقہ ترین امت ہیں اور ان کے عدل و ثقاہت کو مجروح کرنا خود کتاب و سنت



کو مجروح کرنا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی کج روی کی انتہا یہ ہے کہ معاذ اللہ وہ قرآن مقدس میں بھی تحریف لفظی کے قائل ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اس عقیدے کا ٹیلی وژن پر بھی بر ملا اظہار کر چکے ہیں۔

اس حقیقتِ حال کے پیشِ نظر میں موقر مجلہ "حق چار یارہ" کے اجراء و اشاعت کا تذکرہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے ارفع مقصد تحفظ ناموسِ صحابہؓ میں بطریقِ احسن کامیاب ہوگا۔

حق تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے "چار یارہ" پر ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

رحمتِ حق نہشتِ یارانش باد بر جملہ دوستدارانش

**جناب گل محمد صاحبِ فنضی، ایڈیٹر ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور**

آپ کا ماہنامہ "حق چار یارہ" موصول ہوا۔

عظمت و عصمتِ صحابہؓ کے دفاع کے لیے اور عوام کو ایرانی سازشوں سے خبردار کرنے کے لیے میدانِ صحافت میں کام کرنے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے اس طرف بھرپور قدم اٹھایا ہے۔ عوامِ اہلسنت کا ایک بڑا طبقہ اپنے عقائد سے بڑی حد تک نااہل ہے اور بریلوی دیوبندی نزاع نے بھی شیعہ تاریخ کو پھیلنے پھولنے کا موقع اور نضا فراہم کی ہے۔ آپ کی سرپرستی حضرت مولانا قاضی منظر حسین فرما رہے ہیں جو دیوبندی بریلوی اختلافات سے بالاتر ہو کر عجمی سازشوں کے خلاف جدوجہد کی شاندار روایات رکھتے ہیں اور ان کے گرامی قدر والد رحمۃ اللہ علیہ کو ہر طبقے میں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لیے میری یہ توقع ہرگز بے جا نہیں کہ آپ صحابہ کرامؓ کی وکالت اور دفاع کا فریضہ بحسن و خوبی ادا کر سکیں گے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نیک مقاصد میں کامیاب و کامران کرے۔

**جناب مولانا حافظ عبدالقادر صاحب النور، غنائندہ روزنامہ جنگ**

**صدر کاروانِ اہل سنت و سرپرست انجمن صحافیاں و پریس کلب پتوکی (قصور)**

ماہنامہ "حق چار یارہ" دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ رسالہ کی عمدہ کتابت بہترین سرورق ظاہری خوشنمائی

نیز مضامین کی معنوی دل کشی مختصر یہ کہ ہر لحاظ سے رسالہ کو معیاری پایا۔ حضرت قاضی صاحب کی زیر سرپرستی



اہلسنت کے حقوق کی حفاظت و دوکالت کے مشن میں اللہ ربِّ کریم آپ کو کامیاب فرمائیں اور اخلاص و ثابت قدمی کی دولت عطا فرمائیں۔ صحافت کے محاذ پر دشمنانِ صحابہؓ اور محدوبے دین گروہوں کے مسلط کردہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں آپ کی جرأت رندانہ قابلِ داد ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ فِرْد۔

## جناب پرنسپل قاری عبد اللطیف صاحب عثمانی لاہور

تحریک خدام اہلسنت کے نام سے تو کافی عرصہ سے شناسائی ہے لیکن کبھی باضابطہ تعلق نہیں رہا۔ چند برس قبل رحمانپورہ لاہور میں حکیم منیر اقبال صاحب مالک منظمی دواخانہ (جو کہ اس تحریک کے انتہائی سرگرم اور غلصہ کارکن ہیں) سے ملاقات ہوئی۔ ان کے پاس اس جماعت کا لٹریچر بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ تحریک کے بانی دسربراہ محترم قاضی منظم حسین صاحب لاہور تشریف لائے لیکن ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا، تاہم غائبانہ طور پر میں ان کا خلوص دل سے احترام کرتا ہوں۔ ان کی کئی تصانیف بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ تمام کام دیکھ کر اندازہ ہونا مشکل ہے کہ قاضی صاحب کے دل میں صحابہ کرامؓ کا کس قدر احترام ہے۔ حبِّ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حبِّ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو ہر شخص دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کے تقاضوں پر پورا اترنا اور اس کا عملی طور پر ثبوت دینا بڑا مشکل ہے حقیقت یہ ہے کہ قاضی صاحب صرف گفتار کے ہی نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی ہیں۔

آپ کی ایک بات مجھے بے حد متاثر کرتی ہے کہ آپ اپنے کام میں نہ تو کسی مصلحت کو بروئے کار لاتے ہیں اور نہ ہی کوئی عصری تقاضا آپ کو اپنے مقصد سے پیچھے ہٹاتا ہے۔ آپ تمام شیعہ کو دشمن صحابہؓ خیال کرتے ہیں۔ ان کے لیے آپ اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے۔ آپ کے نزدیک دشمن صحابہؓ کے متعلق نرم گوشہ رکھنے والا قابلِ مذمت ہے جس کے لیے کبھی آپ نے اپنوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ایرانی پیشوا کے مرنے پر جن لوگوں نے ان کو کسی بھی صورت میں خراجِ تحسین پیش کیا قاضی صاحب کی نظرِ عقاب سے محفوظ نہیں رہا۔ یہ قاضی صاحب کا جذبہ حبِّ رسولؐ و صحابہؓ جنت میں ان کے درجات کی بندی کے لیے کافی ہے۔ اس تحریک کے ساتھ ابتدائی تعارف کے بعد میں یہ محسوس کرتا رہا کہ اس عظیم پروگرام کی وسیع پیمانے پر تشہیر کے لیے کوئی معیاری رسالہ ہونا چاہیئے۔ حافظ محمد طیب صاحب نے اس طرف توجہ دے کر یہ کمی پوری کر دی ہے۔ تحریک کے مخلص ساتھی



اور ہمارے محلے کی مسجد کے امام و خطیب جناب قاری محمد ابراہیم صاحب اعوان یہ رسالہ باقاعداً کے  
سے مجھے پہنچاتے رہتے ہیں جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

### جناب مولانا محمد حسین المنظم خطیب جامع مسجد ختم نبوت، کوہ مری راولپنڈی

ماہنامہ "حق چار یار" لاہور کے دو شمارے مولوی محمود الرشید مدنی کے توسط سے وصول ہوئے  
پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اس دورِ پُرفتن میں کہ جب بُرائی ترقی پر ہے خصوصاً قادیانیت اور شیعیت کا دورِ دورہ  
ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؓ پر تنقید ہو رہی ہے بلکہ قرآن کریم  
اور اصولِ دین سے انکار ہو رہا ہے ایسے موقع پر اہلِ باطل کے ابطال کے لیے حق چار یار ایسے  
رسالے کا اجراء از حد مناسب و مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے عنایت خاصہ سے حق چار یار کو منتخب فرمایا ہے اور اس کی مقبولیت  
میں بانی رسالہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کے علمی مضامین سنگ میل کی حیثیت  
رکھتے ہیں۔ اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ وہ اس ماہنامہ کو قبولیت عام دے کر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی  
کا ذریعہ اور اہلِ اسلام کی خوشنودی اور استحکام کا وسیلہ بنائے آمین۔

### جناب مولانا سید محمد معاویہ شاہ صاحب، مخدوم پور ملتان

الحمد للہ ماہنامہ "حق چار یار" حق و صداقت کی دنیا میں تشنگانِ حق کے لیے آبِ حیات ہے۔ ظاہر و باطن کے  
لحاظ سے بھی تمام کمالات سے آراستہ ہے

زہ زہے معنی زہے صورت زہے خوبی زہے خوبی

اس دورِ پُرفتن میں بہت سے داعی الی الحق ہونے کے دعویدار راہِ حق را اعتدال سے دامنِ جہاڑ کچے ہیں  
سے لے بسا ابلیس آدم روئے بہت پس بہر دستے نشاید داد دست

مگر حضرت اقدس قاضی صاحب مدظلہ غائبی تا ئید حق اور باطنی انوارت کی بنا پر جوہرِ صدیقی غیرت  
فاروقی جذبہ ادیبی دل میں لیے سراطِ مستقیم پر کھڑے بل رہے ہیں



بندہ نے اپنے استاد و مربی حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی (صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور) سے بارہا سنا کہ حضرت قاضی صاحب اس وقت امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی مسند پر فائز ہیں بتبعین غیر سبیل المؤمنین کے گھروں میں صعب ماتم ہے ہمیشہ چور چاند کا دشمن ہی ہوتا ہے۔ بخدا جس پر حضرت مدنیؒ جیسی عظیم شخصیت کو اعتماد تھا۔ ہمیں بھی ان کے طرز عمل سے مکمل اتفاق ہے۔ پاکستان میں بنیم مدنیؒ کا یہ آخری چراغ شان مجددیت کا حامل ہے

مگر کس مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستان

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان اہل حق کے طفیل اپنی رضائے عالی سے سرفراز فرمادیں آمین بجاہ مربی الخلفاء  
الراشدین المہدیین

### جناب عبدالحمید صاحب زیدی (طالب علم) راولپنڈی

آپ کا انتہائی قیمتی اور انمول رسالہ "ماہنامہ حق چار یارِ حق" ماہ اگست پڑھنے کا اتفاق ہوا جسے پڑھ کر اس بات پر فخر محسوس ہوا کہ مادہ پرستی کے اس دور میں بھی اصحاب رسولؐ کی عظمت و بزرگی کا علم بند کرنے والے آپ جیسے مخلص لوگ موجود ہیں۔ آپ کی محنت، بزرگوں کی دعاؤں اور نوجوانوں کے تعاون سے انشاء اللہ پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص نظام خلافت راشدہ نافذ ہو کر رہے گا۔

متذکرہ شمارے میں حکومت کی ہٹ دھرمی اور ایک باطل اقلیت کی حکومتی سرپرستی کے بارے میں پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا۔ میں اپنے تمام ساتھیوں سمیت حکومت کے غیر منصفانہ رویے کی شدید مذمت کرتا ہوں اور ساتھ ہی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ سنی مسلمانوں کے حقوق و مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے ان کے جائز مطالبات تسلیم کرے اور پاکستان میں بلا تاخیر "فقہ حنفی" نافذ کرے۔ ماہنامہ "حق چار یار" کی مذہبی اور دینی اہمیت کے پیش نظر میں اس کا باقاعدہ خریدار بننے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میرے تمام دوست بھی ہر ممکن تعاون کریں گے انشاء اللہ۔

جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے گویا خدا کا شکر ادا نہ کیا۔ الحدیث





جناب پروفیسر بشیر احمد بشر (بھکر)

دستورِ نگاہِ اہلِ نظر، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ  
 ہیں عکسِ جمالِ پیغمبرؐ، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ  
 جو ان کا پیروکار ہوا، وہ جنت کا حقدار ہوا  
 سچے مرشد، سچے رہبر، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ  
 وہ سرورِ دیں کے یار ہوئے، ایمان ان کے معیار ہوئے  
 بے داغ صداقت کے منظر، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ  
 ظاہر جو عرب میں نور ہوا، اللہ کو یہ منظور ہوا  
 تقسیم کریں اس کو گھر گھر، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ  
 انسان کبھی گمراہ نہ ہو دل میں شیطان کی چاہ نہ ہو  
 ہو نقش جو اس کے سینے پر، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ  
 ہے ان پر تیرا فخر و کبر، ان سے تیرا گلزار سجا  
 اسلام، ترا دل کش منظر، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ  
 چاروں ہیں خدا کے خاص ولی، چاروں ہیں عروجِ عشقِ نبویؐ  
 چاروں ہیں وقارِ ذریعہٴ بشر، صدیقؑ، عمرؑ، عثمانؑ، علیؑ

(بشکرے ماہنامہ مناقب بھکر، ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ)



# خدا ام اہل سنت میں

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی منیر حسین صاحب مدظلہ

خدا ام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلا میں گے  
ہم شاہِ رُسل کی امت ہیں جن پر ہے نبوت ختم ہوئی  
وہ ساتی کوثر، شافعِ معشر، جانِ جہاں، محبوبِ خدا  
اصحابِ نبی، ازواجِ نبی اور آلِ نبی پر ہم قرباں  
چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ و حسینؓ بھی ہیں پیار  
سب یا ربی کے پیارے ہیں اور دین کے روشن ستار ہیں  
فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي  
قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا ہے صحابہؓ میں  
اے مسلم تو مایوس نہ ہو، رکھ پتھے خدا پر اپنا یقین  
مزدور و کساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے  
اسلام ہے دیں اس خالق کا، انسان کو جس نے پیدا کیا  
یہ دُنیا عالمِ فانی ہے سب خلقت آنی جانی ہے  
تھا پاکستان کا مطلب کیا بس لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
اے پاکستان کے باشندو! آمینِ شریعت لازم ہے

ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلا میں گے  
ہم منکرِ ختمِ نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے  
ہم ختمِ نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے  
بوکرہ و عمرہ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم بھانیں گے  
جنت کے جوانوں کے سید ہم ان کی راہ دکھائیں گے  
یہ سب حق کے چمکے ہیں برجِ بقیع دکھائیں گے  
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت عائن گے  
ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف کھائیں گے  
اسلام تو دینِ فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے  
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے  
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا ہم اس کی حمد سنائیں گے  
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے  
میدانِ عمل میں آکر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے  
ہم مسلم ہیں اللہ کے لیے اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدا ام اہل سنت کا ہے مظہر بھی ادنیٰ خادم  
ہم دین کی خاطر ان شاء اللہ پریم حق لہرائیں گے



